27
Twenty Seven Years of Publishing

اگست ۲۰۱۹

ماہنامہ
ولی اللہ
ارمغان

₹ 25/-

ARMUGHAN, PHULAT
Muzaffar Nagar-251201 (U.P.)

پھلت، ضلع مظفر نگر (یوپی)
www.armughan.net

ماہنامہ

ارمغان

ولی اللہ

جلد ۲۷ شمارہ ۸ اگست ۲۰۱۹ء مطابق ذوالحجۃ ۱۴۴۰ھ

سر پرست :

حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی

مدیر

وصی سلیمان ندوی

مجلس مشاورت

☆ مولانا محمد طاہر ندوی

☆ مولانا محمد اقبال قاسمی

☆ مفتی محمد ھارون مظاہری

پتہ

دفتر ارمغان

پُھلت ضلع مظفر نگر

Phulat, Distt. Muzaffar Nagar

251201 (U.P.) INDIA

Mob : +91-7060450315

9359774316 , 9412411876

e-mail : arm313@gmail.com

armuganphulat@yahoo.com

Website: www.armughan.net

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں

ہر قسم کی چارہ جوئی کیلئے مظفر نگر کی عدالت سے رجوع کیا جائے

سرکولیشن انچارج: محمّد حنیف قاسمی

سرکولیشن منیجر : عبدالقدیر انصاری

مشیر اعزازی: ایوب بھائی بارڈولی والے

چیف رپورٹر : محمد ادریس قریشی

مشیر قانونی : امجد علی ایڈوکیٹ

موبائیل : 9897354040

زرتعاون

❖ فی شمارہ 25 روپے ❖ سالانہ 300 روپے ❖ سالانہ رجسٹرڈ ڈاک سے 500 روپے

❖ اعزازی تعاون 1000 روپے ❖ بیرونی ممالک سے 30 امریکی ڈالر ❖ لائف ممبر شپ 8000 روپے (برائے ۲۰ سال)

پرنٹر پبلشر محمد ادریس قریشی نے ڈیلکس پریس راج مارکیٹ مظفر نگر سے چھپوا کر جمعیت شاہ ولی اللہ کیلئے پھلت ضلع مظفر نگر سے شائع کیا

(مدیر: وصی سلیمان ندوی)

پی ڈی ایف @ محمد یوسف عثمان

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

پی۔ڈی۔ایف۔@ محمد یوسف عثمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرس

☆	(اداریہ) عید کی سچی خوشی ایثار وقربانی میں ہے	وصی سلیمان ندوی	۳
☆	رواجی اور حقیقی مسلمان.....	مولانا محمد کلیم صدیقی	۵
☆	ذی الحجہ کا پہلا عشرہ اور قربانی کے احکام	مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی	۱۰
☆	آداب زیارت مدینہ	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی	۱۶
☆	نسیم ہدایت کے جھونکے (انٹرویو)	**احمد اواہ ندوی**	۲۰
☆	موجودہ حالات میں مسلمان کیا کریں؟	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۲۴
☆	عید قرباں (نظم)	ڈاکٹر تنویر آفاقی	۲۹
☆	طلبہ کے والدین اور سرپرستوں کے نام	مفتی محمد عبداللہ قاسمی	۳۰
☆	اسلام کی عظمت اور اس کی طرف دعوت	مولانا جاوید اشرف مدنی	۳۲
☆	لوح بھی تو قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب	مولانا سید احمد ومیض ندوی	۳۴
☆	خبروں کی دنیا	محمد ادریس ولی اللہی	۳۸
☆	فقہی مسائل	مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی	۳۹
☆	آخری صفحہ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۴۰

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت **اگست** سے ختم ہورہی ہے، رسالہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے دفتر کو اطلاع دیں یا فوراً رقم ارسال فرمائیں۔

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

اداریہ

عید کی سچی خوشی ایثار و قربانی میں ہے

ذی الحجہ کا وہ مہینہ ہم پر سایہ فگن ہونے والا ہے، جس کی دس تاریخ کو ہم عید قرباں کے طور پر مناتے ہیں، اور سیدنا ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے ایک یادگار اور پاکیزہ عمل کی اتباع میں قربانی کرتے ہیں، وہ مہینہ جو ہمیں اخلاص وقربانی کی تعلیم دیتا ہے، وہ مہینہ جو ہمارے اندر جذبہ فدائیت پیدا کرتا ہے، وہ مہینہ جس دن کا سب سے افضل عمل قربانی کے جانور کا خون بہانا ہے، اور جو استطاعت کے باوجود اس حکم کی اتباع نہ کرے، اسے مسلمانوں کی عیدگاہ میں اس دن بھی جشن منانے کا حق نہیں ہے، جس دن دنیا بھر کے مسلمان اپنے رب کی طرف سے نوازے جارہے ہوتے ہیں۔

قربانی کا یہ عمل ایک عظیم الشان عبادت ہے، جو اپنے خالق کی جانب سے، بندہ کے اندر فنائیت، خود سپردگی، قربانی، جاں سپاری اور راہ خدا میں اپنا سب کچھ قربان کردینے کا جذبہ پیدا کرتی ہے، یہ عشق الٰہی کی دبی ہوئی چنگاری کو فروزاں کرکے اس کے ہر حکم کے لئے سراپا ناز اور سرتاپا نیاز بن جانا سکھاتی ہے، یہ انسانی زندگی کا رخ موڑ کر، اسے تمام دروازوں سے اٹھا کر خدا کی چوکھٹ پر لاکر ڈال دیتی ہے، یہ ایسا سحر سامری ہے ہے جس کے نتیجہ میں انسان سرکشی اور بغاوت چھوڑ کر اپنے رب کی رضا کے لئے سب کچھ کر گذرنے کے لئے آمادہ ہوجاتا ہے اور اس کی بندگی میں بندھن میں بندھ کر اپنے جان و مال اور تمام متاع عزیز کو اس راہ میں خرچ کردینے کا حوصلہ حاصل کرتا ہے۔

یہ قربانی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے جس عمل کی یادگار ہے، اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے: ابراہیم السلام چونکہ ایک جلیل القدر نبی اور پیغمبر تھے، اس لئے ان کو مختلف آزمائشوں سے گذارا گیا، اور وہ اپنی عظمت وجلالت کے لحاظ سے ہر امتحان میں کامیاب ہوئے، پہلی بار جب ان کو آگ میں ڈالا گیا تو اس وقت جس صبر اور رضا بالقضاء کا انھوں نے ثبوت دیا، اور جس عزم واستقامت کا مظاہرہ کیا، وہ انہی کا حصہ تھا، اس کے بعد جب اپنے اکلوتے بیٹے اور، نور نظر حضرت اسماعیل اور ان کی ماں ہاجرہ کو فاران کے بیابان میں چھوڑ دینے کا حکم ہوا تو وہ بھی معمولی امتحان نہ تھا، ان دونوں کٹھن منزلوں کو عبور کرنے کے بعد ایک تیسرے امتحان کی تیاری ہے، جو پہلے دونوں سے زیادہ سخت اور جاں گسل ہے، وہ مسلسل تین شب تک خواب دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: اے ابراہیم! ہماری راہ میں اپنے اکلوتے بیٹے کی قربانی دو، انبیاء کرام کا خواب وحی الٰہی ہوتا ہے، اس لئے حضرت ابراہیم اس سخت امتحان سے سرخ رو ہونے کے لئے تیار ہوگئے، مگر چونکہ یہ معامہ تنہا اپنی ذات سے وابستہ نہ تھا، بلکہ اس آزمائش کا دوسرا جزو وہ بیٹا تھا جس کی قربانی کا حکم ملا تھا، اس لئے باپ نے بیٹے کو اپنا خواب اور خدا کا حکم سنایا، بیٹا بھی حضرت ابراہیم جیسے نبی کا تھا، فوراً سر تسلیم خم کردیا، اور کہا: **یاابت افعل ما تومر** اے اباجان آپ اس پر عمل کیجئے آپ مجھے

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

صابر پائیں گے، باپ بیٹے اپنی قربانی پیش کرنے کے لئے جنگل روانہ ہوگئے، باپ نے بیٹے کی مرضی سے ذبح کئے جانے والے جانور کی طرح ہاتھ پیر باندھے، چھری کو تیز کیا اور بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا کر ذبح کرنے لگے، تو فوراً خدا کی وحی ابراہیم پر نازل ہوئی: قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔ حکم ہوا کہ بیٹے کو چھوڑ کر یہ مینڈھا جو آپ کے پاس کھڑا ہے اس کو ذبح کیجئے، حضرت ابراہیم نے دیکھا تو وہاں ایک مینڈھا موجود پا کر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے، اسے ہی اللہ کی راہ میں ذبح کر دیا۔

یہی وہ قربانی ہے جو اللہ کی بارگاہ میں اتنی مقبول ہوئی کہ ان کی یادگار کے طور پر ہمیشہ کے لئے ملت براہیمی کا شعار قرار پائی، اور آج بھی ذی الحجہ کے تین دنوں میں یہ قربانی اسی طرح منائی جاتی ہے۔

فقط جانور ذبح کرنے کے بجائے قربانی کو وسیع تناظر میں دیکھتے ہوئے ہمیں قربانی کا درس پورے سال پیش نظر رکھنا چاہئے تاکہ ہم اللہ تعالی کی رضا حاصل کرسکیں، اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کوئی اعلی منصب عطا فرمایا ہے تو وہ اپنا منصب اقرباء پروری اور ناجائز منفعت حاصل کرنے پر صرف نہ کریں بلکہ اللہ تعالی کی مخلوق راحت کو پہنچانے میں صرف کریں اور خلقِ خدا کی راحت کو اپنی خواہشات پر ترجیح دیں، اپنی زبان یا قلم سے کسی ضرورت مند کو نفع دے سکتے ہیں تو اس ضرورت مند کی حسرتوں کا خون نہ نچوڑیں بلکہ اپنے اختیارات اور منصب و عہدہ کا صحیح استعمال کرتے ہوئے ان کی ضرورتوں کو پورا کریں، اور کسی کو بھی زیر آسمان ہم سے شکوہ پیدا نہ ہو۔ اگر ہم کو اللہ تعالی نے مال و دولت سے نوازا ہے تو اللہ تعالی کے دیئے ہوئے مال میں سے کچھ اللہ کی مخلوق کو دے کر اپنے مال اور گھرانے میں برکتیں اور اللہ تعالی کی رضا حاصل کریں، اپنے رشتے داروں کی مدد اور ان کے ساتھ حسن سلوک کریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق وہ دوگنا اجر پائے گا، ایک اجر صلہ رحمی کا اور دوسرا اجر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا۔ عید الاضحی میں ہمیں صلہ رحمی کے اس پہلو کو مدنظر رکھنا چاہئے اور دیگر ایام میں بھی صدقہ اور صلہ رحمی کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔

الغرض سنت ابراہیمی کی ادائیگی کے حسین موقع پر ہم یہ عہد کریں کہ راہ خدا میں ہر طرح کی قربانی کے لئے ہمہ وقت تیار رہیں گے، اپنی انا اور غرور کر خاک میں ملا دیں گے، اپنے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کا خیال رکھیں گے، ملت اسلامیہ کی سربلندی کے لئے ہر وقت مستعد اور تیار رہیں گے، جب جہاں جس وقت جس حال میں جیسی قربانی طلب کی جائے گی، ہم بلا تذبذب اور خوشی خوشی ہم اپنے آپ کو آگے پیش کریں گے، اور انسانیت کے وسیع تر نفع رسانی کی فکر اپنے اندر پیدا کریں گے۔

قربانی میں ہمیں اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ ہماری پوری زندگی اللہ کے حکم کے تابع ہونی چاہئے، ہمیں ہر حال میں اللہ کی مرضی کے آگے سر جھکانا ہے، اور اگر وقت پڑے تو اپنی ہر مرغوب چیز کو اللہ کے راستہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رہنا ہے، ایک دوسرے کے ساتھ ایثار، باہمی ہمدردی و تعاون، غم گساری، اور انسانیت کے نفع کے لئے، اللہ کی مرضی کے مطابق اپنی قیمتی سے قیمتی چیز کو قربان کرنا، اور اس کی بڑائی اور کبریائی کا اعلان کرنا ہی دراصل عید الاضحیٰ اور قربانی کا پیغام ہے۔

وہ گھڑی معراج ہے جو فکر انسانی میں ہے — عید کی سچی خوشی ایثار و قربانی میں ہے

وصی سلیمان ندوی

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

پی ڈی ایف @ محمد یوسف عثمان

رواجی اور حقیقی مسلمان اور کارِ دعوت کی ترغیب

پوسد مہاراشٹر میں داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی کا ایک فکر انگیز خطاب

ترتیب: مفتی محمد روشن شاہ قاسمی، بانی ومہتمم دارالعلوم سونوری، ضلع اکولہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡن وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سِیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ وَمَنۡ اِتَّبَعَ ھُمۡ بِاِحۡسَان وَدَعٰی بِدَعۡوَتِھِمۡ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡن . وَنَشۡھَدُاَنۡ لَّآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَ نَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَاوَمَوۡلَانَامُحَمَّداًعَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیۡہِ وَّعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَذُرِّیَتِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسۡلِیۡماًکَثِیۡراً کَثِیۡرًا، اماَّ بعۡد! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم، بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم، وَیَوۡمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیۡہِ یَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِی اتَّخَذۡتُ مَعَ الرَّسُوۡلِ سَبِیۡلاً (۱) یٰوَیۡلَتیٰ لَیۡتَنِیۡ لَمۡ اَتَّخِذۡ فُلَاناً خَلِیۡلاً ہ لَقَدۡ اَضَلَّنِیۡ عَنِ الذِّکۡرِ بَعۡدَ اِذۡ جَآءَ نِیۡ ط وَکَانَ الشَّیۡطٰنُ لِلۡاِنۡسَانِ خَذُوۡلاً، وقال تعالیٰ: قُلۡ ھٰذِہٖ سَبِیۡلِیۡ اَدۡعُوۡ اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیۡرَۃٍ ہ اَنَا وَمَنِ تَّبَعَنِیۡ وَمَا اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ (۲) صَدَقَ اللّٰہ العظیم.

ہمارا ہر قدم موت کی طرف جارہا ہے

صدر جلسہ! علماء کرام! حاضرین گرامی! بہت زمانہ سے پوسد (صوبہ مہاراشٹر) کے اس پروگرام کے سلسلہ میں حاضری کا ارادہ ہو رہا تھا اور یہاں کے دوستوں، کرم فرماؤں، خصوصاً ہمارے دعوتی رفیق جناب اشتیاق صاحب جن کو محبت میں لوگ پیارا کہتے ہیں، اُن کا تقاضا تھا کہ مجھے پوسد حاضر ہو کر اپنا سبق سنانا ہے، بہت دفعہ ارادہ کیا، اور پروگرام بھی بنا، لیکن اللہ کی ذات اپنے آپ کی پہچان کروانے کے لئے، اپنی معرفت کے لئے، انسان کو اس کی حیثیت یاد دلانے کے لئے جو چاہے کرتی ہے، حاضری نہیں ہو سکی، اللہ کا شکر ہے کہ آج یہ دیرینہ مراد پوری ہوئی۔

میرے بزرگو! مجھے سبق کے طور پر کچھ باتیں آپ سے عرض کرنی ہیں۔ اُس میں اصل بات یہ ہے کہ ہم سب مسافر ہیں، موت کی طرف ہمارا سفر ہے، جو قدم ہمارا اُٹھ رہا ہے، جو کوشش اور تگ ودو ہو رہی ہے، موت کی طرف ہمیں لے جا رہی ہے، ساری دنیا کے لوگ کوشش کرکے اس سفر کو روکنا چاہیں تو روک نہیں سکتے:

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

ہمارا ہر قدم موت کی طرف چلا جا رہا ہے، منزل قریب آرہی ہے، اور انسان جو کام موت سے بچنے کے لئے، علاج وغیرہ کے لئے کر رہا ہے، اس میں جو وقت صرف کر رہا ہے، وہ وقت بھی موت کی طرف لے جا رہا ہے۔

ہدایت انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہے

ایک مسافر کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ اُسے صحیح منزل کا علم ہو، اور اُس منزل پر چلنے کی توفیق ہو جائے، اِس کو دینی اصطلاح میں ہدایت کہتے ہیں، ہدایت انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہے، اس لئے اللہ نے، جو پیدا کرنے والے ہیں، کوئی پیدا کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، اپنی مخلوق کی کیا ضرورت سب سے زیادہ بنائی ہے، اس دین حنیف میں جو دین فطرت بھی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے ہماری تمام ضرورتوں سے

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

ی ـ ڈی ـ الف ـ @ محمد یوسف عثمان

پی ڈی ایف - محمد یوسف عثمان @

اپنی رحمت کے طور پر ہمیں نوازا ہے، یہ اصول، یہ ضابطے، یہ قاعدے، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں عطا کئے ہیں، اللہ نے ہمیں پیدا کیا ہے، اللہ نے ہمیں دماغ دیا ہے، ہمیں مکلّف بنایا ہے، انسان اور جنات کے علاوہ دوسری مخلوقات کو مکلّف نہیں بنایا، ان کو کھانا کھانے کے سلسلہ میں پابند نہیں بنایا، جہاں چاہے کھالیں، جیسا چاہیں کھالیں، ان کو گھر بنانے کا مکلّف نہیں بنایا، اُنہیں رشتے کرنے کا مکلّف نہیں بنایا، اُنہیں رشتوں کا پاس ولحاظ کرنے کا مکلّف نہیں بنایا، اس نے ہمیں عقل دی ہے اس لئے ہمیں مکلّف بنایا کہ ہم اپنی عقل سے، اپنے شعور سے، اپنے بھلے برے کو پرکھیں، ہماری سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ جس اللہ نے پیدا کیا ہے ہم اُس کو راضی کریں، اللہ تعالیٰ خود کو راضی کرنے کے لئے ہمارے اوپر چھوڑ سکتے تھے، اور یہ کوئی ظلم نہیں تھا کہ وہ کہہ دیتے کہ تم خود تلاش کرو ہم کس راستہ سے راضی ہوتے ہیں اور کس طریقہ سے ناراض ہوتے ہیں، اور ہمیں راضی کرو، یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔

قرآن اللہ کی بڑی نعمت ہے

لیکن اللہ کی رحمت پر قربان، ہمارے حضرت والا، مولانا محمد احمد صاحب پرتاپ گڑھیؒ بڑی پیاری بات فرماتے تھے:

اگر آزاد ہم ہوتے نہ جانے پھر کہاں ہوتے
مبارک عاشقوں کے واسطے دستور ہو جانا

قرآن مجید کی شکل میں جو دستور اللہ نے دیا ہے یہ بڑی نعمت ہے، اس نعمت کے جشن کے طور پر رمضان المبارک کا جشن شاہی منایا جاتا ہے۔ جیسے ہمارے یہاں ۲۶ جنوری ہے، یہ کیا ہے! اس دن ہمارے ملک کا دستور نافذ ہوا، اس لئے ہمیشہ مناتے ہیں، اور جو نہ منائے وہ باغی کہلاتا ہے، رمضان المبارک کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کے جشن کا مہینہ قرار دیا، اور اس کا پورا نظام قرآن کریم سے وابستہ کیا۔

دین میں انسان کی تمام ضروریات کا پاس ولحاظ ہے

اللہ تعالیٰ نے یہ دین جو ہمیں عطا فرمایا ہے، اس میں ہماری ضرورت کی ساری چیزیں دی ہیں، پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے، اور فرمایا ہر نماز میں لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ (۳) نماز نہیں ہوگی جب تک سورہ فاتحہ نہیں پڑھے گا۔ سورہ فاتحہ کیا ہے؟ ایک اپلی کیشن ہے، جو اللہ نے خود ہمیں ڈرافٹ کر کے دی ہے، ہمارے ایک دوست نے ایک بڑی پیاری بات بتائی کہ یہ ایسی درخواست ہے جو ہماری انتہائی ضرورت تھی، اللہ جانتے ہیں کہ ہماری سب سے بڑی ضرورت کی چیز کیا ہے، اور وہ اللہ نے لکھوائی، منظور کی ہوئی، فارملٹی پوری کی ہوئی، کسی حاکم سے کسی بادشاہ سے کسی غلام کی کچھ بن جائے، وہ اس سے خوش ہو جائے، تو کہے حضور وہ ذرا سا ایک مسئلہ ہمارا تھا، حاکم نے کہا اچھا لکھ لاؤ ایک اپلی کیشن، پوچھا کیا لکھ لاؤں؟ بتا دیا یہ لکھ کر لاؤ، حاکم اور بادشاہ خود ہی بتا رہا ہے کہ یہ لکھ لاؤ۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ جو لکھوا رہے ہیں، منظور کی ہوئی ہے، بس فارملٹی پوری کرنی ہے، اور منظور کرنے کے لئے ہی لکھوا رہے نا۔

صحیح راستہ معلوم نہ ہونے کی بنا پر ساری محنت ضائع جائے گی

کیسی رحمت ہے، اللہ کی رحمٰن اور رحیم صفت کی دوہائی دے کر آدمی اُس منزل کی فکرمندی کا اظہار کرتا ہے۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اے اللہ میدان محشر کی طرف مجھے جانا ہے، اُس بڑی عدالت میں مقدمہ درپیش ہے کریم آقا، اگر وہاں میرے خلاف مقدمہ ہو گیا تو چلا جاؤں گا جہنم میں، اے اللہ بس وہ راستہ، اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ وہ عطا کر دیجئے، یہ بنیادی موضوع ہے۔

قرآن کا عنوان

قرآن مجید کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ اگر اُس کا عنوان ہوتا، جیسا کہ ہر کتاب کا ایک عنوان ہوتا ہے، اگر قرآن کا عنوان تلاش کیا جائے تو یہی ہے: اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ اے اللہ مسافر ہوں صحیح راستہ بتا بھی دیجئے، اور صحیح راستہ پر چلا بھی دیجئے، کسی کو معلوم ہو راستہ، اور چلنے کی توفیق نہ ہو، تو یہ بھی ٹھیک

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

نہیں، اس لئے کہ مسافر کو راستہ صحیح معلوم نہیں ہے یا معلوم ہو کر صحیح چل نہیں رہا ہے، تو جتنی محنت کرے گا منزل سے دور سے دور ہوتا چلا جائے گا۔ ساری محنت رائیگاں چلی جائے گی، آپ کو جانا تو بمبئی کی طرف ہے اور چلنے لگیں دلی کی طرف، تو آپ جتنے قدم اُٹھائیں گے منزل سے دور ہوتے چلے جائیں گے، اس لئے سب سے پہلی ضرورت ہے ہدایت: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ سیدھا راستہ، اے اللہ اُس کی ہدایت دیدیجئے، اے اللہ جو سیدھا راستہ اُس کی ہدایت دے دیجئے، وہی سیدھا راستہ جاتا ہے منزل تک۔

منزل تک سیدھا ہی راستہ جاتا ہے

ایک بات یہ سمجھ لیجئے آپ کہ منزل تک ایک ہی سیدھا راستہ جاتا ہے، یہ جو عام طور سے کہا جاتا ہے، کہ راستے بہت سے ہو سکتے ہیں، یہ بات عام طور پر برادران وطن کہتے ہیں اور بعض ہمارے لوگ بھی کہتے ہیں، جو غلط مسلک اور راستہ پر چل رہے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ منزل تک جانے کے لئے راستے الگ الگ ہوتے ہیں، مثال کے طور پر کسی کو جانا ہے گھر پر، تو یہاں سے بھی جا سکتے ہیں، یہاں سے بھی جا سکتے ہیں، یہاں سے بھی جا سکتے ہیں، بہت سے، سیکڑوں راستے بنائے جا سکتے ہیں، ٹیڑھے میڑھے، ادھر سے جا کر یوں جائیں، پھر یوں جائیں، پھر یوں جائیں، ظاہر ہے کہ اُس میں بھی سیدھا راستہ ایک ہوگا، سیدھے راستہ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ سب سے چھوٹا ہوگا، شارٹ کٹ ہوگا اور آسان ہوگا، آسان ہوگا تو کم چلنا پڑے گا اُس میں، اور جب آسان راستہ موجود ہے تو مشکل راستہ پر چلنا مشقت، فضول عذاب ہی ہے۔

اسلام کے علاوہ کسی راستہ پر چلو گے تو منزل سے بھٹک جاؤ گے

دوسری بات یہ ہے کہ سیدھا راستہ فطری ہوتا ہے، آپ کسی جگہ جا رہے ہوں، اور کسی سے راستہ معلوم کریں، وہ اگر یہ کہہ دے کہ یہ سیدھا روڈ وہیں جا رہا ہے، اس کو مت چھوڑنا، تو طبیعت ایک دم خوش ہو جائے گی، ہشاش بشاش ہو جائے گی، اگر وہ بتائے کہ، دیکھئے آگے ایک چار راستہ آئے گا، تین راستے چھوڑ کر بائیں طرف مڑ جانا، پھر اور ایک ٹی پائنٹ آئے گا وہاں سے پھر دائیں طرف کو مڑ جائیے گا، جتنے موڑ بتاتے چلے جائیں گے اُتنا ہی طبیعت میں انقباض ہوتا چلا جاتا ہے، اس لئے انسان کی فطرت اور نیچر سے ہم آہنگ ہے سیدھا راستہ، سیدھے راستہ پر منزل دکھائی دے رہی ہے تو آپ کو کوئی فکر نہیں، اور جو ایک بار راستہ سے بھٹک گیا ہے آپ کو کیا پتہ پہنچے گا بھی یا نہیں، طبیعت میں وحشت یوں بھی ہونے لگے گی۔

دوسری بات جو اصل ہے جو عام طور پر لوگ نہیں کہتے، میں یہ بات عرض کرتا ہوں کہ منزل تک صرف سیدھا ہی راستہ جاتا ہے، دوسرے راستے جاتے ہی نہیں، اس لئے کہ دوسرے راستے گھوم کر جب تک اُس راستہ پر نہ آئیں، چاہے آخری پوائنٹ پر آئیں، تب تک اُس منزل کے دروازہ تک پہنچ نہیں سکتے، جب گھوم کر پھر آنا ہی ہے، تو پھر کیا عقل مندی کی بات ہے کہ آدمی دوسرے راستوں پر چل کر منزل کی تلاش کرے۔ اس لئے فرمایا: وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا (۴) میرا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے، وَلَا تَتَّبِعُوْا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (۵) اور اس راستہ کے علاوہ دوسرے راستے نہیں جاتے ہماری منزل کی طرف، اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں اپنے کلام میں، کہ راستے نہیں جاتے منزل تک، صرف راستہ ہی جاتا ہے، صرف اسلام، نبی کا بنایا ہوا جو نقش قدم ہے وہی جاتا ہے: وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ صرف ایک راستہ ہے جو سیدھا راستہ، مُسْتَقِيْمًا، ہے اس میں بھٹکنے کی ضرورت نہیں ہے یہ سیدھا راستہ ہے، اسٹیٹ لائن، شارٹ کٹ، یہ آسان راستہ ہے، فطری راستہ یہی ہے ایک، وَلَا تَتَّبِعُوْا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۝ اس راستہ کے علاوہ کسی راستہ پر چل پڑو گے تو منزل سے بھٹک جاؤ گے۔

نبی کریم ﷺ والا راستہ، سیدھا راستہ ہے

یہ ایک ہی راستہ، کونسا راستہ ہے؟ اُس راستہ کی وضاحت،

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

پی ڈی ایف - @ محمد یوسف عثمان

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ، صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (٦) کے ذریعہ کی گئی ہے، وہ راستہ جس پر ایک بڑی جماعت چل کر منزل تک پہنچ گئی، اپنی مراد تک پہنچ گئی، وہ کون کون لوگ تھے، کون سے تھے: مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ (٧) چار قسموں کے لوگ تھے، اُن میں سب سے پہلے نبیؑ، اور نبیوں میں بھی سب سے زیادہ محترم، سب سے زیادہ بامراد نبیؑ، نبی اکرم ﷺ ہیں، آپ کا طریق جو ہے وہ ہے سیدھا راستہ، اس راستہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے راستہ پر آدمی جائے گا، تو منزل تک پہنچ نہیں سکتا، جو نبیؑ نے طریق طے کیا ہے، اور اپنی زندگی میں عملاً چل کر دکھادیا ہے، جس راستہ پر معلوم ہے کہ لوگ چل کر جارہے ہیں، آپ کسی اجنبی جگہ جائیں وہاں گاڑیوں کے پہیہ کے نشان ہیں کسی جگہ پر، تو کہتے ہیں چلتا ہوا راستہ ہے یہ، اس پر لوگ آجارہے ہیں، تو آدمی کو اطمینان ہوجاتا ہے، اور ایک راستہ کو دیکھا کہ یہاں تو نظر نہیں آرہے ہیں چلنے کے آثار، تو وحشت ہوجاتی ہے، خوف محسوس ہوتا ہے، تو جس راستہ پر چل کر لوگ منزل تک پہنچ گئے ہیں، ظاہر ہے اُس راستہ پر چلنا انسان کے لئے آسان ہے، اور انسان اپنے آگے والے لوگوں کے تجربہ سے فائدہ اُٹھاتا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے جو راستہ طے کیا ہے عملاً، اپنی زندگی سے، اپنی سیرت پاک سے، وہ ہے صراط مستقیم، نبی اکرم ﷺ نے جو طریقہ طے کیا ہے اُس کو چھوڑ کر جو جائے گا، وہ منزل سے دور، اللہ کی رضا سے دور، جہنم کی طرف جانے والا ہے۔ کسی کی بھی پیروی کررہا ہو وہ، نبیؑ کے طریق کے خلاف کسی کی پیروی کررہا ہے وہ، تو وہ منزل سے دور لے جارہا ہے، اور جب آنکھ کھلے گی تو پتا لگے گا، اور جب ہوش آئے گا تو شرمندگی اور ندامت اور افسوس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہوگا۔ وہ کہے گا افسوس پوری محنت رائیگاں چلی گئی، منزل سے دور سے دور ہوتا چلا گیا، جب آدمی یہ راستہ چھوڑ رہا ہے اپنی عقل پر چل کر، اپنی خودسری کی وجہ سے، یا اپنے رواج کی وجہ سے، یا اپنے گھر والوں کی یا خاندان کی وجہ سے، یا برادری کے حالات سے متاثر ہونے کی وجہ سے، تو وہ منزل سے دور ہوگا، اور جب منزل نہیں ملے گی تو کیا کرے گا، افسوس کرے گا، اس راستہ کو چھوڑنے والوں، اور نبی اکرم ﷺ کے طریقہ کو چھوڑ کر دوسرے طریق کو اختیار کرنے والوں کی، میدان محشر میں، جہاں جزا اور سزا کا فیصلہ ہونا ہے، عجیب وغریب کیفیت، شرمندگی اور ندامت اور افسوس کی حالت ہوگی:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا (٨)

جب آدمی کو یہ معلوم ہے کہ میری اپنی کرنی کی وجہ سے میں ناکام ہوا ہوں، مجھے جو نقصان ہوا بزنس میں، مجھے جو بربادی ہوئی ہے میری اپنی کرنی کی وجہ سے ہوئی ہے کسی اور کی وجہ سے نہیں ہوئی ہے، آدمی کسی کو نہیں کہہ سکتا اس نے ایسا کردیا اس نے ایسا کردیا۔ اپنے غصہ کو اپنے اوپر ہی اتارتا ہے۔ وہ دن کیسا ہوگا کہ جب ظالم اپنے ہاتھوں کی اُنگلیوں کو چبائے گا غصہ میں، کاش! يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا کاش میں بنالیتا اپنے رسولؐ کے ساتھ راستہ، اُس کی پیروی کرلیتا، اُس کے طریق کو اختیار کرلیتا تو منزل تک پہنچ جاتا، اللہ کی ناراضگی، ناکامی، نامرادی، اور ہمیشہ ہمیشہ کی جہنم، اور جنت سے محرومی کا یہ خطرہ مول نہ لیتا: يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِى مجھ پر افسوس ہائے میری بربادی، يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا (٩) میں نے نبی کو چھوڑ کر فلاں کو خلیل بنالیا تھا، اُن کے کہنے پر چل کر اُس طریق کو چھوڑ دیا تھا، نبیؑ کے طریق کے خلاف، نبیؑ کے طریق کو چھوڑ کر کسی پیر، کسی فقیر، کسی حضرت، کسی امیر، کسی عالم، کسی اسکالر، کسی نیتا کے پیچھے چلا آدمی، ہر ایک کے پیچھے چلنے پر پچھتائے گا، کہے گا: يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ہ سب فلاں ہیں، نبیؑ کے طریق کو چھوڑ کر جو کسی اور طریقہ میں کامیابی بتاتا ہے، قرآن نے اُن سب کو فلاں کہا ہے، غیر کہا ہے، برباد کرنیوالے، نامراد کرنے والے، بھٹکانے والے، لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

اِذْ جَآءَنِیْ (۱۰) یاد کیا ہوا سیدھا سچا راستہ موجود تھا، اُس سے مجھے گمراہ کردیا، حالانکہ ہمارے پاس آ گیا تھا وہ پورے کا پورا متوجہ کرنے والا، ڈرانے والا، راستہ دکھانے والا، وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا (۱۱) اور شیطان کا اُس دن موقع ہوگا خوب مذاق اُڑائے گا انسان کا، کہے گا، لو دیکھو کیا ہو رہا ہے۔

آپ ﷺ نے پوری زندگی گذارنے کا طریقہ بتایا

میرے بزرگو! نبیؐ کے طریق کو چھوڑ کر جو طریقہ اختیار کیا جائے گا، نبیؐ اکرم ﷺ کی ذات کا وجود ہم پر اللہ کا کرم ہے، اور اللہ کی رحمت پر قربان، کہ انسان کی نیچر اور فطرت کا خیال کر کے اللہ تعالیٰ نے صرف کتابیں نازل نہیں فرمائیں، بلکہ اُس کے مزاج، اُس کی طبیعت، اور اُس کی ضرورت، اور اُس کی مجبوری کا خیال کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اسوہ بنا کر اپنے نبیوں کو بھیجا اور سب سے آخر میں سید الاولین والآخرین جناب رسول اللہ ﷺ کو بھیجا، جنہوں نے پوری زندگی کا طریق، ایسا صاف ستھرا راستہ طے کردیا، کہ کہیں اندھیرا نہیں، قرآن اور اُس کی عملی شکل جناب رسول اللہ ﷺ کی سیرت پاک کی روشنی میں سمجھ کر اور ماننے والی جماعت صحابہؓ کرام کی پیدا فرمائی، جنہوں نے قرآن کو، اور قرآن کی عملی شکل سیرت پاک کو ایسے محفوظ طریقہ سے اور اتنے مستند اور محتاط طریقہ سے ہمارے پاس پہنچایا، کہ آج ویڈیو گرافی کے زمانہ میں بھی اُس سے زیادہ اچھا نقشہ، اور اُس سے زیادہ کسی سیرت نگاری کے مرقع کا تصور نہیں کیا جاسکتا، ویڈیو دیکھ کر بھی کسی شخص کی اتنی واضح تصویر کسی آدمی کی زندگی کے سامنے نہیں آتی، جتنی جناب نبی اکرم ﷺ کی سیرت پاک پڑھنے کے بعد زندگی کے ہر گوشہ کی، صاف ستھری شبیہ سامنے آتی ہے، آپؐ ناخن کس ترتیب سے کاٹتے تھے یہ محفوظ، آپ اُنگلیاں کھانے کے بعد کس ترتیب سے چاٹتے تھے یہ محفوظ، آپ چلتے تھے تو چلنے کا انداز کیا ہوتا تھا، آپؐ کسی سے خوش ہوتے تھے تو خوشی کا انداز کیا ہوتا تھا، آپؐ پر غم طاری ہوتا تھا تو آپؐ کے چہرہ کے آثار کیا ہوتے تھے، آپؐ کی آنکھوں کی شکل کیا ہوتی تھی، آپ مسکراتے تھے اور ہنستے تھے تو کس درجہ ہنستے تھے، ساری چیزیں محفوظ شکل میں ہم تک پہنچادیں۔

آپ ﷺ کو ہر چیز میں کمال حاصل تھا

جناب رسول اللہ ﷺ ہر خوبی آخری درجہ میں ادا کرتے تھے، اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق ادا کرنے میں آپ نے کمال کا حق ادا کردیا، آپ کا یہ حال ہے کہ آپ کو ہر چیز میں کمال حاصل تھا، عبادت میں آپؐ نے کمال کیا، آپ جانتے ہیں نماز میں، روزہ میں، زکوٰۃ میں، سخاوت میں سب میں کمال کا معیار قائم کیا، نماز کا حال یہ تھا کہ اتنا پڑھتے تھے کہ پاؤں پر ورم آجاتا تھا، ساری ساری رات کھڑے رہتے تھے، اللہ کے سامنے گڑگڑاتے رہتے تھے، روزوں پر روزے رکھتے تھے۔

آپ ﷺ کی سخاوت کا کمال

سخاوت میں یہ حال تھا نبی کریم ﷺ کا، کہ انتقال سے کچھ دیر پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ گھر میں مال تو نہیں ہے درہم دینار، آپؐ نے فرمایا چھ ۶/ دینار ہیں، کہا کہ جلدی سے صدقہ کردو، آپؐ پر غشی طاری ہوگئی، پھر پوچھا کہ عائشہؓ وہ دینار تم نے صدقہ کردیئے؟ کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ذہن سے نکل گیا، کہا کہ جلدی سے صدقہ کردو، میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں اللہ سے اس حال میں ملوں کہ میری ملکیت میں کوئی دینار ہو۔ یہ سخاوت کا یہ کمال تھا۔

آپ ﷺ نے انسانوں کے حقوق کے ساتھ جانوروں کے بھی حقوق طے کیے، آپ لوگوں کی مدد فرماتے تھے، ان کا تعاون فرماتے تھے، آپؐ نے حقوق اللہ میں بھی اور حقوق العباد کے سلسلہ میں بھی سارے حقوق اپنے عمل سے طے کردیئے، والدین کے حقوق کا حق ادا کیا، پڑوسیوں کے حقوق کا حق ادا کیا، چھوٹوں کے حقوق کو ادا کیا، جانوروں کے حقوق کا حق ادا کیا۔

[جاری......]

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

ذی الحجہ کا پہلا عشرہ اور قربانی کے احکام ومسائل

مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی

ماہِ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم (سورۃ الفجر آیت نمبر۲) میں ذی الحجہ کی دس راتوں کی قسم کھائی ہے (وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ) جس سے معلوم ہوا کہ ماہ ذی الحجہ کا ابتدائی عشرہ اسلام میں خاص اہمیت کا حامل ہے، حج کا اہم رکن: وقوف عرفہ اسی عشرہ میں ادا کیا جاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم کو حاصل کرنے کا دن ہے، غرض رمضان کے بعد ان ایام میں اخروی کامیابی حاصل کرنے کا بہترین موقع ہے، لہٰذا ان میں زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت کریں، اللہ کا ذکر کریں، روزہ رکھیں، قربانی کریں، احادیث میں ان ایام میں عبادت کرنے کے خصوصی فضائل وارد ہوئے ہیں، جن میں سے چند احادیث ذکر کررہا ہوں:

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں ان دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو۔ (صحیح بخاری)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرۂ ذی الحجہ سے زیادہ عظمت والے دوسرے کوئی دن نہیں ہیں، لہٰذا تم ان دنوں میں تسبیح وتہلیل اور تکبیر وتحمید کثرت سے کیا کرو۔ (طبرانی)

ان ایام میں ہر شخص کو تکبیر تشریق پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے، تکبیر تشریق کے کلمات یہ ہیں: اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ. لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ. وَاللّٰہُ اَکْبَر. اَللّٰہُ اَکْبَر. وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ.

عرفہ کے دن کا روزہ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عرفہ کے دن کے روزے کے متعلق میں اللہ تعالیٰ سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کو معاف فرمادیں گے، (صحیح مسلم) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفہ کے دن کا ایک روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کی معافی کا سبب بنتا ہے۔ لہٰذا ۹/ذی الحجہ کے دن روزہ رکھنے کا اہتمام کریں۔

قربانی کی حقیقت

قربانی کا عمل اگرچہ ہر امت کے لئے رہا ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلْنَا مَنسَکًا لِیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلٰی مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِیمَۃِ الْاَنْعَامِ (سورۃ الحج ۳۴) ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ چوپایوں کے مخصوص جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔ لیکن حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی اہم وعظیم قربانی کی وجہ سے قربانی کو سنت ابراہیمی کہا جاتا ہے اور اسی وقت سے اس کو خصوصی اہمیت حاصل ہوگئی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی عظیم قربانی کی یاد میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضور اکرم ﷺ کی اتباع میں جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے جو قیامت تک جاری رہے گی انشاء اللہ۔ اس قربانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں اپنی جان ومال اور وقت ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو اونٹوں کی قربانی پیش فرمائی تھی جس میں سے ۶۳ اونٹ کی قربانی آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے کی تھی اور بقیہ ۳۷ اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نحر (یعنی ذبح) فرمائے۔ (صحیح مسلم۔ حجۃ النبی ﷺ) یہ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد (ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

کو کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ نہیں) کا عملی اظہار ہے اور اس عمل میں اُن حضرات کا بھی جواب ہے جو مغربی تہذیب سے متاثر ہو کر کہہ دیتے ہیں کہ جانوروں کی قربانی کے بجائے غریبوں کو پیسے تقسیم کردیئے جائیں، اسلام نے جتنا غریبوں کا خیال رکھا ہے اس کی کوئی مثال کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی، بلکہ انسانیت کو غریبوں اور کمزوروں کے درد کا احساس شریعت اسلامیہ نے ہی سب سے پہلے دلایا ہے، غرباء و مساکین کا ہر وقت خیال رکھتے ہوئے شریعت اسلامیہ ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ ہم عید الاضحیٰ کے ایام میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی عظیم قربانی کی یاد میں اپنے نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، جیسا کہ ساری انسانیت کے نبی حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی کام میں مال خرچ کیا جائے تو وہ عید الاضحیٰ کے دن قربانی میں خرچ کئے جانے والے مال سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتا۔ (سنن دار قطنی، سنن کبری للبیہقی)

اِن دِنوں بعض حضرات نے باوجودیکہ انہوں نے قربانی کے سنت مؤکدہ اور اسلامی شعار ہونے کا موقف اختیار کیا ہے، ۱۴۰۰ر سال سے جاری وساری سلسلہ کے خلاف اپنے اقوال و افعال سے گویا یہ تبلیغ کرنی شروع کردی ہے کہ ایک قربانی پورے خاندان کے لئے کافی ہے اور قربانی کم سے کم کی جائے جو سراسر قرآن وحدیث کی روح کے خلاف ہے، کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ ان ایام میں زیادہ سے زیادہ قربانی کرنی چاہئے۔

دیگر اعمال صالحہ کی طرح قربانی میں بھی مطلوب ومقصود رضاء الٰہی ہونی چاہئے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (سورۃ الانعام ۱۶۲) میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا سب اللہ کی رضامندی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ نیز اللہ جل شانہ کا فرمان ہے: لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰکِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ (سورۃ الحج ۳۷) اللہ کو نہ اُن کا گوشت پہنچتا ہے نہ اُن کا خون، لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

قربانی کی اہمیت وفضیلت

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا (اس قیام کے دوران) آپ ﷺ قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی۔ ابواب الاضاحی) غرضیکہ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کے قیام کے دوران ایک مرتبہ بھی قربانی ترک نہیں کی باوجودیکہ آپ ﷺ کے گھر میں بوجہ قلت طعام کئی کئی مہینے چولہا نہیں جلتا تھا۔

☆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا، یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ (یعنی قربانی کی حیثیت کیا ہے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت (اور طریقہ) ہے۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا: ہمیں قربانی سے کیا فائدہ ہوگا؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اون کے بدلے میں کیا ملے گا؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلے میں (بھی) نیکی ملے گی۔ (سنن ابن ماجہ، باب ثواب الاضحیہ)

☆ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ذی الحجہ کی ۱۰ر تاریخ کو کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کرنے والا اپنے جانور کے بالوں، سینگوں اور کھروں کو لے کر آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرف قبولیت حاصل کرلیتا ہے، لہٰذا تم خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

پی ڈی ایف - @ محمد یوسف عثمان

کرو۔(ترمذی۔باب ماجاء فی فضل الاضحیہ)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی کام میں مال خرچ کیا جائے تو وہ عیدالاضحیٰ کے دن قربانی میں خرچ کئے جانے والے مال سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتا۔ (سنن دار قطنی باب الذبائح، سنن کبری للبیہقی ج ۹ ص ۲۶۱)

قربانی واجب ہے

قربانی کو واجب یا سنت مؤکدہ قرار دینے میں زمانۂ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے، مگر پوری امت مسلمہ متفق ہے کہ قربانی ایک اسلامی شعار ہے اور جو شخص قربانی کرسکتا ہے اس کو قربانی کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کرنی چاہئے خواہ اس کو واجب کہیں یا سنت مؤکدہ یا اسلامی شعار۔ حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں ہمیشہ قربانی کیا کرتے تھے باوجودیکہ آپ ﷺ کے گھر میں اشیاء خوردنی نہ ہونے کی وجہ سے کئی کئی مہینے تک چولہا نہیں جلتا تھا۔ ۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے حضرت امام ابوحنیفہؒ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں قربانی کو واجب قرار دیا ہے، حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد ابن حنبلؒ کی ایک روایت بھی قربانی کے وجوب کی ہے۔ ہندوپاک کے جمہور علماء نے بھی وجوب کے قول کو اختیار کیا ہے، کیونکہ یہی قول احتیاط پر مبنی ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی قربانی کے وجوب کے قول کو اختیار کیا ہے۔ قربانی کے وجوب کے لئے متعدد دلائل میں سے چند پیش خدمت ہیں:

۱) اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم (سورۃ الکوثر) میں ارشاد فرماتا ہے: فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔ اس آیت میں قربانی کرنے کا امر (یعنی حکم) دیا جارہا ہے اور امر عموماً وجوب کے لئے ہوا کرتا ہے جیسا کہ مفسرین کرام نے اس آیت کی تفسیر میں تحریر کیا ہے۔ علامہ ابوبکر جصاصؒ (ولادت ۳۰۵ھ) اپنی کتاب (احکام القرآن) میں تحریر کرتے ہیں: حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت (فَصَلِّ لِرَبِّکَ) میں جو نماز کا ذکر ہے اس سے عید کی نماز مراد ہے اور (وَانْحَرْ) سے قربانی مراد ہے۔ مفسر قرآن شیخ ابوبکر جصاصؒ فرماتے ہیں کہ اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

(۱) عید کی نماز واجب ہے۔ (۲) قربانی واجب ہے۔

۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ پھٹکے۔ (سنن ابن ماجہ۔ باب الاضاحی ہی واجبہ ام لا، مسند احمد ج ۲ ص ۳۲۱، السنن الکبری ج ۹ ص ۲۶۰ کتاب الضحایا) وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر آپ ﷺ نے سخت وعید ارشاد فرمائی اور اس نوعیت کی سخت وعید واجب کے چھوڑنے پر ہی ہوتی ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ قربانی کرنا واجب ہے۔

۳) حضرت جندب بن سفیان البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عیدالاضحیٰ کے دن حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے عید کی نماز سے پہلے (قربانی کا جانور) ذبح کردیا تو اسے چاہئے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے (عید کی نماز سے پہلے) ذبح نہیں کیا تو اسے چاہئے کہ وہ (عید کی نماز کے) بعد ذبح کرے۔ (صحیح بخاری۔ باب من ذبح قبل الصلاۃ اعاد) حضور اکرم ﷺ نے عیدالاضحیٰ کی نماز سے قبل جانور ذبح کرنے پر دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا حالانکہ اُس زمانہ میں صحابۂ کرام کے پاس مالی وسعت نہیں تھی۔ یہ قربانی کے وجوب کی واضح دلیل ہے۔

قربانی کس پر واجب ہے؟

ہر صاحب حیثیت کو قربانی کرنی چاہئے جیسا کہ حدیث میں گزرا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ قربانی کے وجوب کے لئے صاحب وسعت ہونا ضروری ہے۔ البتہ مسافر پر

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

قربانی واجب نہیں، جیسا کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مسافر پر قربانی واجب نہیں۔(المحلی بالآثار لابن حزم ج ۶ ص ۳۷)

قربانی کے جانور

بھیڑ، بکری، گائے، بھینس اور اونٹ (نر و مادہ) قربانی کے لئے ذبح کئے جاسکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: آٹھ جانور ہیں دو بھیڑوں میں سے اور دو بکریوں میں سے، دو اونٹوں میں سے اور دو گائیوں میں سے۔ (سورۃ الانعام ۱۴۳ و ۱۴۴)

قربانی کے جانوروں میں بھینس بھی داخل ہے کیونکہ یہ بھی گائے کی ایک قسم ہے، لہٰذا بھینس کی قربانی بھی جائز ہے، امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ بھینس کا حکم گائے والا ہے۔(کتاب الاجماع لابن منذر ص ۳۷) حضرت حسن بصریؒ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ بھینس گائے کے درجہ میں ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۶۵) حضرت امام سفیان ثوریؒ (متوفی ۱۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ بھینسوں کو گائے کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔ (مصنف عبد الرزاق ج ۴ ص ۲۳) حضرت امام مالکؒ (متوفی ۱۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ بھینس گائے ہی ہے (یعنی گائے کے حکم میں ہے) (موطا مالک باب ما جاء فی صدقۃ الفطر) ہند و پاک کے جمہور علماء کی بھی یہی رائے ہے کہ بھینس گائے کے حکم میں ہے۔سعودی عرب کے مشہور عالم شیخ محمد بن عثیمینؒ نے بھی بھینس کو گائے کے حکم میں شامل کیا ہے۔بھینس عربوں میں نہیں پائی جاتی ہے، اس لئے اس کا ذکر قرآن کریم میں وضاحت سے نہیں ہے۔(مجموع فتاوی ورسائل شیخ ابن عثیمینؒ ۲۵/۳۴) موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں یہی مذکور ہے کہ بھینس گائے کے حکم میں ہے۔

جانور کی عمر

قربانی کے جانوروں میں بھیڑ اور بکرا بکری ایک سال، گائے اور بھینس دو سال اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے، البتہ وہ بھیڑ اور دنبہ جو دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

جانور میں شرکاء کی تعداد

اگر قربانی کا جانور بکرا، بکری، بھیڑ یا دنبہ ہے تو وہ صرف ایک آدمی کی طرف سے کفایت کرتی ہے: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بکری ایک آدمی کی طرف سے ہوتی ہے۔ (اعلاء السنن۔باب ان البدنۃ عن سبعۃ)

اگر قربانی کا جانور اونٹ، گائے یا بھینس ہے تو اس میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر نکلے تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات (آدمی) شریک ہوجائیں۔(صحیح مسلم۔ باب جواز الاشتراک الخ.) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حدیبیہ والے سال حضور اکرم ﷺ کے ساتھ قربانی کی۔ چنانچہ اونٹ سات آدمیوں کی طرف اور گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کی۔ (صحیح مسلم۔باب جواز الاشتراک الخ.)

قربانی کے ایام

قربانی کے تین ایام ہیں ۱۰/ ۱۱/ ۱۲/ ذی الحجہ۔

☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قرآن کی آیت (وَیَذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰہِ فِیۡۤ اَیَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ایام معلومات سے مراد یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) اور اس کے بعد دو دن ہیں (تفسیر ابن ابی حاتم الرازی ج ۶ ص ۲۶۱)

☆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص قربانی کرے تو تیسرے دن کے بعد اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ نہیں بچنا چاہئے (صحیح بخاری۔باب ما یؤکل من لحوم الاضاحی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن تین ہی ہیں، اس لئے کہ جب چوتھے دن قربانی کا بچا ہوا گوشت رکھنے کی اجازت نہیں تو پورا جانور قربان کرنے کی اجازت کہاں ہوگی؟

وضاحت: تین دن کے بعد قربانی کا گوشت رکھنے کی

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

پی ڈی ایف - @ محمد یوسف عثمان

ممانعت ابتدائے اسلام میں تھی بعد میں اجازت دے دی گئی کہ اسے تین دن بعد بھی رکھا جاسکتا ہے۔(مستدرک حاکم ج ۴ ص ۲۵۹) اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جب تین دن کے بعد گوشت رکھنے کی اجازت مل گئی تو تین دن کے بعد قربانی بھی کی جاسکتی ہے اس لئے کہ گوشت تو پورے سال بھی رکھا جاسکتا ہے تو کیا قربانی کی اجازت بھی سارے سال ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ تین دن کے بعد قربانی کی اجازت نہ پہلے تھی اور نہ اب ہے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے کہ قربانی کے دن تین ہی ہیں۔(موطا مالک۔ کتاب الضحایا)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قربانی کے دن ۱۰ ذی الحجہ اور اس کے بعد کے دو دن ہیں، البتہ یوم النحر (۱۰ر ذی الحجہ) کو قربانی کرنا افضل ہے (احکام القرآن للطحاوی ج ۲ ص ۲۰۵)

وضاحت: بعض علماء کرام نے مسند احمد میں وارد حدیث (کُلُّ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ ذِبْحٌ) کی بنیاد پر فرمایا کہ اگر کوئی شخص ۱۲ ذی الحجہ تک قربانی نہیں کرسکا تو ۱۳ ذی الحجہ کو بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔لیکن حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں فرمایا ہے کہ قربانی صرف تین دن کی جاسکتی ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے خود اپنی کتاب میں وارد حدیث کے متعلق وضاحت کردی ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ نیز اصول حدیث ہے کہ ضعیف حدیث سے حکم ثابت نہیں ہوسکتا ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے تحریر کیا ہے کہ متعدد صحابۂ کرام مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی بھی یہی رائے تھی، احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ قربانی کو صرف تین دن تک محدود رکھا جائے کیونکہ حضور اکرم ﷺ یا کسی ایک صحابی سے ۱۳ ذی الحجہ کو قربانی کرنا ثابت نہیں ہے۔

قربانی کرنے والا ناخن اور بال نہ کاٹے یا کٹوائے

☆ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہوجائے اور تم میں سے جو قربانی کرنے کا ارادہ کرے تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ (مسلم) اس حدیث اور دیگر احادیث کی روشنی میں قربانی کرنے والوں کے لئے مستحب ہے کہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک جسم کے کسی حصے کے بال اور ناخن نہ کاٹیں۔ لہٰذا اگر بال یا ناخن وغیرہ کاٹنے کی ضرورت ہو تو ذی القعدہ کے آخر میں فارغ ہوجائیں۔

نظم قربانی

گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی جامعہ امام ولی اللہ اسلامیہ پھلت مظفر نگر کی جانب سے قربانی کے جانوروں کا نظم کیا جارہا ہے، اس لئے جو لوگ اس سال بقرعید کے موقع پر اپنی جانب سے، یا اپنے اعزاء واقربا اور مرحومین کی جانب سے قربانی کرنا چاہتے ہیں وہ مندرجہ ذیل نمبرات پر رابطہ کرکے اپنی رقم براہ راست ہمارے بینک اکاؤنٹ میں، یا تحقیق کے بعد ہمارے معتبر نمائندوں کے پاس جمع کرادیں، حسب سابق انشاء اللہ ذمہ دار علمائے کرام کی نگرانی میں پوری احتیاط سے قربانی کا یہ عمل انجام دیا جائے گا۔

قربانی کے مقامات : **پھلت اور اڑیسہ**

رابطہ نمبرات:

9760120066, 8410968189

Jamiatul imam waliullah al islamia

AXIS Bank, Branch Khatauli

AC. No. 912010066072620

IFSC Code: UTIB0001330

منتظم :

احمد اوّاہ ندوی

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

اسکول ایجوکیشن ٹرسٹ برائے پسماندہ طبقات، علی گڑھ

مدارس کے اساتذہ کے لئے سلسلہ وار بنیادی کورس

سنہ 2014ء سے حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب کے تعاون سے جاری مدارس میں عصری علوم کے اساتذہ کے لئے مفید کورس، اب تک تقریباً دوسو سے زیادہ اساتذہ مستفید ہو چکے ہیں۔

مدّت کورس: 40 ایام، 8 دن کی پانچ نشستوں پر مشتمل، ہر نشست کے درمیان تقریباً چالیس ایام کا وقفہ

نصاب: ریاضی اور سائنس NCERT کے آٹھویں جماعت تک کے نصاب کے مطابق
اس کے ساتھ بنیادی انگریزی، جغرافیہ اور معلومات عامہ کے منتخب موضوعات

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ماہر اساتذہ کے ذریعہ، یونیورسٹی کیمپس میں اردو اور ہندی زبانوں میں تدریس
سائنسی تجربات اور موثر تدریس کے طریقہ کار کی خصوصی ٹریننگ

15 اکتوبر 2019 سے آئندہ کورس کی پہلی نشست شروع ہوگی انشاءاللہ

کورس کی کوئی فیس نہیں ہے، شرکاء کے ادارہ سے علی گڑھ تک آمد و رفت کا کرایہ (=/1000 روپئے تک)
قیام، کھانا، درسی کتابیں اور دیگر تحریری اشیاء ٹرسٹ کی جانب سے فراہم کی جائیں گی۔

داخلہ کے لئے رابطہ کیجئے: 9761737864, 9837763797

ہماری ویب سائٹ: setdaligarh.org پر داخلہ فارم دستیاب ہے۔

پتہ دار حسن، مزمل منزل کمپاؤنڈ، دودھ پور، علی گڑھ (یوپی) 202001

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

آدابِ زیارتِ مدینہ

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سے محبت، تکمیل ایمان کی علامت اور ہر سعادت سے بڑی سعادت ہے، اگر اس میں کمی یا خامی ہوگی، تو ایمان نامکمل سمجھا جائے گا۔ حبِ رسول ﷺ، اہل ایمان کے لیے ایک روح افزاء باب کی حیثیت رکھتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ تعلق، مومن کا گراں بہا سرمایہ ہے اور کسی مومن کا دل اس سے خالی نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان لوگوں سے صاف صاف کہہ دیجئے کہ اگر تمھارے ماں باپ، تمہاری اولاد، تمھارے بھائی، تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ قبیلہ اور تمہارا وہ مال و دولت جس کو تم سے محنت سے کمایا ہے اور تمہاری وہ چلتی ہوئی تجارت جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو اور تمھارے رہنے کے وہ اچھے مکانات جو تم کو پسند ہیں (پس دنیا کی محبوب و مرغوب چیزیں) اللہ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اور اللہ کے دین کی راہ کی جدوجہد سے زیادہ تمھیں محبوب ہیں تو انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم اور فیصلہ نافذ کرے اور یاد رکھو اللہ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (سورہ توبہ: 24)

اسی جاوداں محبت اور لافانی عقیدت کا کرشمہ ہے کہ ہر مسلمان اپنے سویدائے قلب میں اس عظیم محسن و مہربان ﷺ کے دیارِ پاک کو بہ چشم خویش دیکھنے اور وہاں کی مقدس سرزمین پر سر کے بل چلنے کا جذبۂ دروں رکھتا ہے، اور یہ امر اس کی غیرت ایمانی کے بالکل منافی ہے کہ وہ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے ہزاروں میل کا سفر کرے، اس کے لیے مختلف صعوبتیں برداشت کرے، مشققتیں اٹھائے، تکالیف کا سامنا کرے؛ مگر ان سب کے باوجود اس مقدس سرزمین کی زیارت سے محروم لوٹ آئے جو کائنات ارضی کا نگینہ اور نیک بختی و خوش قسمتی کا زینہ ہے؛ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں قبر اطہر کی زیارت مسلمانوں کی متفق علیہ سنت رہی ہے۔

زیارت روضۂ رسول ﷺ کی شرعی حیثیت

حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت بلاشبہ قرب الٰہی کا بہت بڑا ذریعہ اور مہتم بالشان عمل ہے، حقیقت یہ ہے کہ وہ ارض پاک جہاں پر خیر الرسل سرور انبیاء کا مرقد ہے اللہ کے نزدیک اسے خاص اہمیت اور برتری حاصل ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نیکوکار اصحاب رضی اللہ عنہم کے مزارات پر حاضری تقرب الٰہی کا ایک بڑا ذریعہ اور خلوص نیت سے عمل کرنیوالوں کے دل پر نہایت گہرا اثر ڈالتے ہیں اور ویسے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد روایات میں اپنی قبر اطہر کی زیارت کا حکم فرمایا ہے، چند روایات ملاحظہ ہوں:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے'' (شعب الایمان، حدیث: 4159) نیز آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: ''جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی، تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔'' (شعب الایمان)

اسی طرح صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی مسلمان میری قبر پر آکر سلام پیش کرتا ہے، تو اللہ تعالی میری روح کو متوجہ فرما دیتے ہیں؛ یہاں تک کہ میں خود اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں'' (سنن ابوداؤد، حدیث: 2041)

بعض حضرات کا خیال ہے کہ مدینہ طیبہ روانگی کے وقت زیارتِ قبر اطہر کی نیت سے سفر کرنا درست نہیں؛ حالاں کہ چاروں فقہی مذاہب اور جمہور علماء اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman
پی ڈی ایف @ محمد یوسف عثمان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرنا افضل ترین عبادت ہے، مسجد نبوی اور مدینہ طیبہ کی ساری فضیلت روضۂ نبوی ہی کی وجہ سے ہے، اس لئے جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک زیارت روضۂ پاک کیلئے سفر کرنا مندوب ومستحب ہے۔

دیار حبیب پر حاضری اور اس کے جواز واستحباب پر مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کی یہ چشم کشا تحریر ملاحظہ فرمائیں، چناں چہ قران کریم کی سورۂ نساء کی آیت "64" ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤك: کے حوالے سے ارقام فرماتے ہیں:

''خوش نصیب تھے وہ لوگ جنہوں نے اللہ سے گڑگڑا کر معافی مانگی اور رسول نے جس کے حق میں سفارش فرمائی؛ لیکن آج اس چودھویں صدی میں امت کا کوئی فاسق وفاجر، بدعمل اور نامہ سیاہ اگر حکم ''جاؤک'' کی تعمیل کرنا چاہے تو کیا اس کے لیے سعادت وہدایت کا دروازہ بند خدانخواستہ قیامت تک کے لیے بند، بالکل بند ہو چکا ہے۔ اور اس کی قسمت میں بجز مایوسی ومحرومی کے اور کچھ نہیں؟ موسم گل جب چمن سے رخصت ہو چکتا ہے اور کوئی بوئے گل کا متوالا آ نکلتا ہے تو عرق گلاب کے شیشوں اور قرابوں کو غنیمت سمجھتا ہے، پھر اگر آج کوئی بوئے حبیب کا متوالا حکم ''جاؤک'' کے تعمیل میں، اپنے کو ہزاروں میل کے فاصلہ سے دیارِ حبیب تک پہنچاتا ہے اور اپنے مظالم نفس کی تلافی وعذر خواہی کے لیے اپنے ایمان اور اپنی بیعت کی تجدید اپنی تباہ کاریوں پر پشیمانی اور اشک افشانی کے لیے حبیب تک نہ سہی آستانہ حبیب تک گرتا پڑتا پہنچتا ہے تو کیا اس پر ''بدعت وشرک'' کا فتوا لگایا جائے گا؟ جہاں اللہ کے سب سے بڑے پرستار (رسول ﷺ) نے نمازوں پر نمازیں پڑھیں اور آخری نمازیں پڑھیں، جہاں عبدومعبود کے راز ونیاز، حیات ناسوتی کی آخری سانس تک جاری رہے، جہاں ہیبت اور خشیت سے لرزتے ہوئے گھٹنے خدا معلوم کتنی بار رکوع میں جھکے، جہاں ذوق وشوق سے دمکتی ہوئی پیشانی بارہا سجدے میں گری، جہاں امت کے گنہگاروں اور سیہ کاروں کے حق میں دردبھری دعاؤں کے لیے ہاتھ اٹھے اور ہلے، جہاں ٹوٹی ہوئی آس والوں کی بیشمار مرتبہ تشفی کرائی گئی، جہاں وہ جسد اطہر آج آرام فرما ہے جس کے طفیل میں آسمان بھی وجود میں آیا اور زمین بھی، اس عظمت اور جلال والی اس برکت اور نورانیت والی زمین مقدس کے مکیں کے مقدس مکان پر حاضر ہونا بدعت کس آئین 'توحید'' وسنت کے مطابق ہوسکتا ہے؟ (سفرنامۂ حجاز صفحہ: 101)

ایک محبّ صادق کی عاشقانہ منظر کشی

ایک زائر حرم اور عاشق رسول زیارت حرمین کی سرگذشت لکھتے ہیں اور لکھتے کیا ہیں؟ دامن تھامے ساتھ لیے چلتے ہیں، کہتے ہیں کہ مناسک حج سے فراغت کے بعد ابھی مدینہ منورہ کی حاضری رہتی ہے، طلب وشوق کو مہمیز لگانے والی آوازیں جب کانوں میں پڑتی ہیں تو رہوارِ خیال مدینہ شریف کی گلیوں میں پہنچ جاتا ہے، آپ نے دیکھا ہوگا؛ بلکہ سنا ہوگا لاری اڈوں پر کنڈیکٹر لوگ مختلف شہروں کی آوازیں لگاتے ہیں، آپ تصور کیجیے کوئی شخص مدینہ مدینہ کی آواز لگائے تو آپ کے دل کی کیا کیفیت ہوگی؟ ذرا ملاحظہ کیجیے......

''یہیں سے مدینہ منورہ جانے کے لیے بھی گاڑیاں ملتی تھیں اور 'مدینہ' کی بھی آواز لگتی... انداز کچھ یوں ہوتا''...... مدینہ مدینہ، مدینہ مدینہ، مدی ی ی ی ی نہ''...... پہلے تو پکارنے والا مدینہ مدینہ پکارتا اور پھر طویل لے اور بلند آواز میں ''مدی ی ی ی ی ی نہ'' کچھ اس اَدا سے کہتا کہ دل کھنچ کے رہ جاتا، لگتا پکارنے والے نے دِل کو مٹھی میں لے کر بھینچ لیا ہے، کان تو اس آواز کی سماعت سے لذت اندوز ہوتے ہی تھے؛ مگر دل میں ایک عجیب والہانہ پن دَر آتا...... روح کے تار ساز بن کے بجنے لگتے، یہ تصوّر ہی اِتنا کیف آور تھا کہ اب مدینہ منورہ کی حاضری قریب ہے۔''

مصنف مدینہ منورہ پہنچنے والے ہیں، پہلی پہلی حاضری ہے، دل دَھڑک رہا ہے، گنبد خضریٰ اچانک کسی وقت نظر آنے والا ہے

پی ڈی الف @ محمد یوسف عثمان

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

،تب زائر پر کیا کیفیت طاری ہوتی ہے؟ سنیے......

''زباں پر درود جاری تھا کہ دِل زور سے دَھڑ کنے لگا... کہ ابھی کسی وقت بلند و بالا عمارتوں کی اوٹ سے گنبد خضریٰ نظر آنے والا تھا...... آنکھ تو جیسے جھپکنا بھول گئی تھی...... پھر اَچانک ہی مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مینار اور اُمتیوں کے دِلوں کی دھڑکن گنبد خضریٰ پر نظر پڑی .. لے بھئی!

ڈھونڈتی تھی گنبد خضریٰ کو تو
دیکھ وہ ہے اے نگاہِ بے قرار

آنکھوں نے اپنی بوندیں ٹپکا دیں اور دل شکر نعمت سے لبریز ہوگیا کہ اللہ رب العالمین نے آج یہاں تک پہنچنے کی توفیق عطا فرمادی، اس میں اپنا کیا زور تھا، یہ محض اس ذاتِ باری تعالیٰ کی عطا تھی۔''

مدینہ منورہ میں ایک ایسی شے ہے جسے دیکھنے کے لیے ہر عاشق کی آنکھیں تڑپتی رہتی ہیں۔جی چاہتا ہے اس کی تصویر ہمیشہ آنکھوں میں بسی رہے۔جی ہاں وہ گنبد خضریٰ ہے، دیکھئے تو کیا نقشہ کھینچا ہے......

'' گنبد خضریٰ ...... قبۃ الخضراء...... شعور کی آنکھ کھلنے سے بھی پہلے نہاں خانۂ دل میں نقش ہوجانے والی ایک جاں فزا تصویر!......

نبوت و رسالت کا سرِّ نہاں...... گنبدِ خضریٰ!
رحمت، رافت، عطوفت، شفاعت اور جود و کرم کا اِک نشاں ...... گنبد خضریٰ!
غنچۂ دل کے لیے وجہِ نمو، بے قراریوں کے لیے وجہِ سکوں ...... گنبدِ خضریٰ!

ایک ایسا غنچہء شگفتہ جس کا جمال اور جس کی آب و تاب آنکھوں کی بصارت کے لیے سرمہء حیات ہے۔

ایک ایسا محل، ہوائیں جب اس کا طواف کرکے اپنی راہ لیتی ہیں تو راستے بھر مشک و عنبر ایسی خوشبوئیں بکھیرتی چلی جاتی ہیں۔

وہ آبگینہ رنگ گنبد جس کے محیط میں شاہِ دوسرا، سیّد الأمہ، سیّد الخلائق، خیر العالمین صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں۔جب تھکے ماندے، زمانے بھر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے شکستہ پا مسافر مدینے میں داخل ہوتے ہیں تو گنبدِ خضریٰ کی صرف ایک جھلک دیکھ لینے سے ہی ان کی ساری تھکن کافور ہوجاتی ہے... ''... (میانِ دو کریم)

آدابِ زیارت مدینہ

(1) جب مدینہ منورہ کو جائے تو راستہ میں درود شریف کثرت سے پڑھے؛ بلکہ فرائض اور ضروریات سے جو وقت بچے، سب اسی میں صرف کرے اور خوب ذوق وشوق پیدا کرے اور اظہار محبت میں کوئی کمی نہ چھوڑے، اگر خود یہ حالت پیدا نہ ہو تو بہ تکلف پیدا کرے اور عاشقوں کی صورت بنائے، جو شخص جس قوم کی مشابہت پیدا کرتا ہے وہ اسی قوم میں شمار ہوتا ہے اور راستہ میں جو مقامات مقدسہ ہیں ان کی زیارت کرے اور جو مساجد مخصوصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کی طرف منسوب ہیں ان میں نماز پڑھے، محض تماشہ اور سیر و تفریح کی نیت سے مساجد میں نہ جائے عبداللہ ابن مسعودؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ علامات قیامت سے یہ بھی ہے کہ آدمی مسجد کے طول وعرض سے گذرے اور اس میں نماز نہ پڑھے (جمع الفوائد الکبیر)۔اس لئے جب کسی مسجد کی زیارت کرو، تو دو رکعت تحیہ المسجد پڑھنی چاہیے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو اور جو متبرک کنویں راستے میں ہیں، ان کا پانی تبرکاً پی لینا چاہیے۔

(2) جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچ جائے، تو خوب خشوع و خضوع اور ذوق وشوق پیدا کرے اور سواری کو ذرا تیز چلائے اور درود سلام کثرت سے پڑھے۔

(3) جب مدینہ منورہ پر نظر پڑھے اور اس کے درخت نظر آنے لگیں تو دعا مانگے، اور درود وسلام پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ سواری سے اتر جائے اور ننگے پاؤں روتا ہوا چلے اور جس قدر

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman
پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

ادب وتعظیم ہو، کرے اور حق تو یہ ہے کہ وہاں سر کے بل چلے تو بھی حق ادا نہیں ہوسکتا، مگر جتنا ہوسکے اس میں کوتاہی نہ کرے۔

(4) جب فصیل مدینہ منورہ نظر آ جائے تو درود کے بعد اگر یہ دعائیں حاسّے میں آ جائیں تو اچھا ہو؟ پڑھے: اے اللہ یہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم ہے اس کو میری جہنم سے خلاصی کا ذریعہ اور امن کا سبب بنا دے اور حساب سے بری کر دے۔

(5) جب قبہ خضراء پر نظر پڑے، تو کمال عظمت اور اس کے مجد و شرف کا استحضار کرے؛ کیوں کہ یہ بزرگ ترین مقام ہے۔

(6) شہر میں داخل ہو کر سب سے پہلے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونے کی کوشش کرے، اگر کوئی ضرورت ہو، تو اس سے فارغ ہو کر فوراً مسجد میں آئے اور زیارت کرے، البتہ عورتوں کو رات کے وقت زیارت کرنا بہتر ہے۔

(7) جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو، تو نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ داہنا پاؤں پہلے داخل کرے اور داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے: اے اللہ! صلاۃ وسلام بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے اصحاب پر، اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

(8) اگر کسی شخص نے تم سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لیے کہا ہو، تو اس کا سلام بھی اپنے سلام کے بعد اس طرح عرض کرو:

سلام ہے آپ پر یا رسول اللہ! فلاں بن فلاں کی طرف سے وہ آپ سے اپنے رب کے پاس شفاعت کرنے کا طالب ہے۔

اور اگر بہت سے لوگوں نے سلام عرض کرنے کو کہا ہو اور نام یاد نہ رہیں تو سب کی طرف سے اس طرح سلام عرض کرو: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو ان لوگوں کی طرف سے جنھوں نے مجھے آپ پر سلام کی وصیت کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کے بعد ایک ہاتھ داہنی طرف کو ہٹ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے چہرہ مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر اس طرح سلام پڑھو:

اے خلیفہ رسول! آپ پر سلام ہو، آپ غار وسفر کے ساتھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز داں ہیں; ابوبکر صدیقؓ! اللہ آپ کو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بہترین بدلہ دے۔

پھر ایک ہاتھ اور داہنی طرف ہٹ کر حضرت عمرؓ کے چہرہ مبارک کے مقابل کھڑے ہو کر سلام پڑھو: اے عمر فاروقؓ امیر المومنین! آپ پر سلام ہو، اللہ نے آپ کے ذریعہ اسلام کو عزت دی اللہ آپ سے راضی ہو، موت وحیات دونوں میں اللہ آپ کو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بہترین بدلہ دے۔

(9) اکثر وقت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بہ نیت اعتکاف گذارے اور پنجگانہ نماز جماعت سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ادا کرے اور تکبیر اولی وپہلی صف کا اہتمام کرے۔

(10) روزانہ پانچوں وقت یا جس وقت موقع ہو، روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر سلام پڑھے۔

(11) بقیع مدینہ منورہ کا قبرستان ہے، جو مسجد سے متصل مشرقی جانب ہے، اس میں بے شمار صحابہؓ اور اولیاؒ مدفون ہیں بقیع میں داخل ہو کر یہ پڑھے: تم پر سلام ہو اگر اللہ نے چاہا، تو ہم آپ سے مل جائیں گے، اے اللہ! بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرما! ہماری اور ان کی مغفرت فرما۔

پھر اس کے بعد جن کے نشانات معلوم ہیں ان کی زیارت کرے، حضرت عثمانؓ پر اس طرح سلام کہے: اے امام المسلمین! اے خلیفہ ثالث! اے ذوالنورین! اے دو ہجرت کرنے والے! اے قرآن کو جمع کرنے والے! اے شہید مدینہ! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت ہو۔

اخیر میں اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہمیں روضہ رسول کی زیارت کی سعادت سے بار بار مشرف فرمائے۔

پی۔ ڈی۔ ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

نسیم ہدایت کے جھونکے

جناب عمران صاحب سے ایک ملاقات

پیشکش: احمد اوّاہ ندوی

س: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ج: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: آپ خیریت سے ہیں، اس وقت کہاں سے آنا ہوا؟

ج: الحمد للہ مالک کا کرم ہے، بہت اچھا ہوں، اس وقت میں نظام الدین سے آیا ہوں، اصل میں، میں چالیس دن کی جماعت میں گیا تھا، کل واپس ہوا تھا، فون کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت دہلی میں ہیں، تو خیال ہوا یہ تو لاٹری نکل گئی، کچھ ضروری مشورے بھی کرنے تھے، اس لئے یہاں آ گیا۔

س: ہو گئی ابی سے پوری ملاقات، یا ابھی کچھ اور ہونی ہے؟

ج: جی ہاں الحمد للہ خوب اطمینان سے ملاقات ہو گئی، حضرت جی مجھے اپنے ساتھ ہریانہ کے ایک سفر پر لے گئے تھے، گاڑی میں خوب اطمینان سے ملاقات ہو گئی، جو باتیں یاد بھی نہیں تھیں، وہ بھی یاد آتی رہیں۔

س: جی ہاں! ابی سے اطمینان سے ملاقات کا یہی طریقہ ہے کہ ان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھا جائے اور راستہ میں باتیں کر لی جائیں، سچی بات یہ ہے کہ ہم گھر والوں کی ملاقات بھی اطمینان سے گاڑی میں ہی ہو پاتی ہے، اس وقت جب کسی کو دہلی سے پھلت اور پھلت سے دہلی جانا ہوتا ہے،

س: آپ کا جماعت میں وقت کس علاقہ میں لگا اور آپ کے ساتھ جو جماعت تھی وہ کہاں کی تھی؟

ج: میرا جماعت میں وقت بھوپال میں لگا، یہ متفرق جماعت تھی، امیر صاحب اعظم گڑھ کے تھے، شبلی کالج کے ایک استاذ، بہت ہی پیارے آدمی تھے، الحمد للہ چالیس روز میں بہت ہی فائدہ ہوا، اور بہت کچھ سیکھنے کو ملا، دو تین ساتھی بڑے گرم مزاج کے تھے، بات بے بات بس آگ کا گولا بن جاتے تھے، ان میں دو تو اور بھی زیادہ بس جوالہ مکھی کی طرح تھے، مگر واہ رے امیر صاحب! وہ ایسی ہمت اور صبر کے انسان تھے، جیسے سمندر کا کلیجہ تھا ان کا۔

س: بڑی بات ہے، سلجھے ہوئے امیر کامل جانا، آپ نے اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا ہے کیا؟

ج: کچھ کچھ اپنی بیوی اور بچے اور چھوٹے بھائی جو میرے ساتھ غازی آباد میں رہتے ہیں ان کو تو بتا دیا ہے، بلکہ میری اہلیہ نے تو الحمد للہ بچوں کے ساتھ کلمہ بھی پڑھ لیا ہے، بھائی بھی قریب ہیں، جماعت میں گیا تھا تو حضرت سے فون پر بات ہوئی تھی، حضرت نے بہت زور دے کر یہ بات کہی تھی کہ آپ اللہ کے راستہ میں جا رہے ہیں، ایک تو اصول کے مطابق وقت گزارنا، اس میں برکت ہوتی ہے، اور سب سے بڑا اصول یہ ہے کہ امیر کی اطاعت کیجئے، امیر کی منشاء کے خلاف ذرہ برابر قدم نہ اٹھائیں، اور اس سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ آپ اللہ کے راستہ میں جا رہے ہیں، اور اللہ کے راستہ میں دعائیں اور زیادہ قبول ہوتی ہیں، اس لئے اپنے گھر والوں کی ہدایت اپنے اللہ سے منوا کر لائیے، اور ان کا اسلام ہیڈ آفس سے منظور کرا کے لائیے، الحمد للہ میں نے دونوں باتوں کا بہت خیال رکھا، امیر صاحب آج رخصت ہوئے تو مجھے گلے لگا کر بہت روئے، اور بولے عمران بیٹا میرا یہ تیسواں چلہ تھا، اتنے

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

پی ڈی ایف @ محمد یوسف عثمان

لوگوں نے میرے ساتھ وقت لگایا، مگر جتنا مان کرتم نے وقت لگایا میں نے کسی ساتھی کو ایسا نہیں دیکھا دوسرے میں نے جب موقع ہوا، سب سے زیادہ اپنے خاندان والوں کے لئے ہدایت کی دعا مانگی، اوراس بار تو دعا کرتے کرتے ایسا لگا جیسے کوئی کہہ رہا ہے کہ ہدایت منظور ہوگئی، ایک رات میری آنکھ بالکل اخیر میں کھلی، بس دو رکعت ہی تہجد پڑھ سکا، میرا دل بہت دکھا اور بہت رونا آیا کہ شاید میرے اللہ مجھ سے ناراض ہیں، اگلے روز ڈر کی وجہ سے بار بار آنکھ کھلتی رہی، دو بجے اٹھ کر میں نے تہجد پڑھی، اور ایک گھنٹہ سے زیادہ دعا مانگی، دعا مانگتے مانگتے ایسا لگا کہ کوئی کہہ رہا ہو، ہدایت منظور ہوگئی، اگلے روز ایک ضروری کام کے لئے غازی آباد بھائی کو فون کیا، توانھوں نے معلوم کیا کہ آپ اتنے دن کے لئے کہاں گئے ہیں، میں نے اس کو بتایا کہ میں دین اسلام سیکھنے کے لئے بھوپال جماعت میں آیا ہوں، اور چالیس روز میں واپس ہوں گا، تو بھائی بولا، بھیا آپ اکیلے اکیلے سورگ میں جائیں گے کیا؟ یہاں تو آپ نے مجھے ماتا پتا کے ساتھ بھی نہیں رہنے دیا اور غازی آباد لے کر آگئے، مگر جماعت میں مجھے لے کر نہیں گئے، میں نے کہا کہ اب میں جماعت میں آگیا ہوں، جب میں واپس آجاؤں گا، تب تم کو جماعت میں بھیج دوں گا۔

س: چھوٹے بھائی جو آپ کے ساتھ رہتے ہیں آپ ان کی بات کررہے ہیں یا کسی دوسرے بھائی کی؟

ج: جی میرے بس ایک ہی بھائی ہیں چھوٹے، جو میرے ساتھ رہتے ہیں۔

س: انہوں نے کلمہ پڑھ لیا ہے کیا؟

ج: نہیں بس مجھے امید ہے کہ میرے اللہ نے ان کی ہدایت کی درخواست منظور کر لی ہے، ان شاء اللہ آج جا کر ان کو کلمہ پڑھاؤں گا۔

س: ماشاء اللہ، ماشاء اللہ، واقعی دعا کا حق تو یہی ہے کہ بس میں مانگوں گا تو میرے اللہ ضرور عطا کریں گے، اللہ نے آپ کو خوب نوازا ہے؟

ج: جی الحمدللہ میرے اللہ کا مجھ پر بہت بڑا کرم ہے۔

س: آپ اپنے خاندان کا تعارف کرائیے؟

ج: میں بلند شہر ضلع کے ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں، میرا خاندانی تعلق ایک ہندو راجپوت گوت سے ہے، پتا جی گاؤں کے پرانے کسان ہیں، کافی پڑھے لکھے، وہ ۶۰ء کے بی. اے ہیں، راج نیتی کا شوق جوانی سے تھا، وی پی سنگھ سے ذاتی تعلقات تھے، ایک بار جنتا پارٹی سے الیکشن بھی ایم ایل اے کا لڑے تھے، دو ہزار ووٹوں سے ہار گئے تھے۔

میں نے قرآن مجید دو مہینے تک ایک ایک لفظ پڑھا، انگریزی اور ہندی دونوں میں اس کا ٹرانسلیشن، مگر مجھے قرآن مجید میں وہ آتنک واد کی باتیں نہیں ملیں جو میں سنا کرتا تھا، میں نے دیکھا کہ قرآن مجید کے اوپر ایک اسٹیکر لگا ہے جس پر ایک فون نمبر لکھا ہے، وہاں لکھا تھا، اسلام کی اور معلومات یا پستکیں حاصل کرنے کے لئے اس فون نمبر پر رابطہ کریں، جب میں نے اس نمبر پر فون کیا تو ایک مولانا سے بات ہوئی میں نے ان سے کہا کہ میرٹھ سٹی پبلی کیشن سے میں نے قرآن لیا ہے، اور دو ہفتہ میں شبد شبد (لفظ لفظ) پڑھ لیا ہے، مگر ہندوؤں کو قتل کرنے اور آتنک واد کی بات مجھے نہیں مل پائی، وہ بولے کہ آپ میرٹھ آتے ہیں، میں نے کہا کہ میرٹھ تو میرے بہت کلائنٹس ہیں، وہ بولے آپ ہمارے یہاں آیئے، پھر میں کھول کر دکھاؤں گا کہ قرآن مجید میں آتنک واد کی باتیں کہاں کہاں ہیں، مجھے دوسرے روز ہی میرٹھ ایک آفس میں کام تھا، آفس کا کام کرکے میں تین بجے مولانا کے پاس گیا، مولانا نے اچھا ناشتہ کرایا، اور بولے آپ کو معلوم ہے کہ قرآن مجید کا اوتھر اور رائٹر کون ہے، میں نے کہا میرے لئے یہ بھی سرپرائز ہے، میں سمجھتا تھا کہ قرآن مجید کسی انسان کی لکھی ہوئی

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

پی ڈی ایف @ محمد یوسف عثمان

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

پستک ہے، مگر قرآن میں بار بار یہ آتا ہے کہ ہم ہی اکیلے تمہارے مالک اور رب ہیں، مولانا صاحب بولے حضرت محمد صاحب تو پڑھے لکھے تھے ہی نہیں، اور اوپر والے مالک نے انہیں اس لئے پڑھا لکھا نہیں بنایا تھا کہ، ایک تو وہ سارے سنسار کے گرو تھے، اگر ان کو کوئی پڑھاتا تو وہ ان کا گرو ہوتا، اور گرو کا مرتبہ شاگرد سے بڑھا ہوا ہوتا، دوسرے لوگ یہ کہتے کہ قرآن مجید محمد صاحب نے خود لکھ لیا ہے، قرآن مجید ایسے مالک کا کلام اور اس کی لکھی ہوئی کتاب ہے جو سارے سنسار کو پالنے والا اور ساری ماؤں کو ممتا دینے والا ہے، بھلا ایسا دیالو اور کرپالو مالک اپنے بندوں کو ایسی شکشا کیسے دے سکتا ہے کہ وہ کسی کو قتل کریں، اور اتیاچار اور ظلم کریں، شیطان جو انسان کا دشمن ہے اور وہ سچے مارگ سے بندوں کو ہٹانا چاہتا ہے، اسی نے لوگوں میں یہ بات پھیلادی ہے کہ قرآن آتنک وادی کتاب ہے، میں نے کہا کہ آپ مجھے پچیس قرآن مجید دے دیں، میں اپنے سارے ساتھیوں کو قرآن پڑھوانا چاہتا ہوں، ہمارے سارے ساتھیوں میں ہمیشہ یہ بات ہوتی رہتی ہے کہ قرآن تو آتنک وادی کتاب ہے، اور اس میں ہندوؤں کا قتل کرنے کو کہا گیا ہے، مولانا نے ایک پیٹی جس میں پچیس قرآن مجید تھے، وہ اپنے ایک ساتھی کے ذریعہ میری گاڑی میں رکھوادی، میں نے ان سے پیسے لینے کے لئے کہا، مولانا نے کہا کہ یہ تو فری ڈسٹری بیوشن کے لئے ہیں، میں نے کہا دوبارہ بھی تو پرنٹ کرانے ہوں گے، مولانا منع کرتے رہے اور میں نے پانچ ہزار روپئے زبردستی ان کی جیب میں ڈال دیئے۔

س: اس کے بعد آپ نے سب ساتھیوں کو وہ قرآن مجید پڑھوائے؟

ج: جی میں نے بہت زور دے کر ساتھیوں کو وہ قرآن مجید بانٹے اور زور دے کر پڑھوائے، اور خود بھی ایک بار اور قرآن مجید پڑھا، قرآن نے میری آنکھیں کھول دی، اس کے بعد میں نے نیٹ پر اسلام کو اور جاننے کی کوشش کی، اور جیسے جیسے میں اسلام کو پڑھتا گیا اور حضرت محمد ﷺ کے جیون کے بارے میں جانتا رہا میرا ہر دن نئی کھوج اور تلاش کا دن لگتا تھا، بعد میں حضرت کو یوٹیوب پر سننا شروع کیا، مولانا طارق جمیل صاحب کو بھی سنا، غازی آباد ایک مولانا صاحب نے مجھے حضرت کا فون نمبر دیا، اور ایک دن حضرت ممبئی تھے، فون پر ہی حضرت نے مجھے کلمہ پڑھایا۔

س: وجے نگر کے ایک مولانا صاحب کے ساتھ دہلی شاہین باغ میں حضرت سے ملاقات ہوئی، حضرت نے گھر والوں کو دعوت دینے پر زور دیا اور بتایا کہ اس یقین اور وشواس کے ساتھ آپ نے کلمہ پڑھا ہے کہ ایمان کے بغیر نجات، موکش اور مکتی نہیں ہے، بلکہ اس کلمہ کے بغیر ہمیشہ کی نرک ہے، تو یہ ایمان آپ کا قبول ہے، اور جب یہ بات بالکل سچی ہے کہ ایمان کے بغیر ہمیشہ کی نرک میں جلنا پڑے گا، اور سانس کا کچھ پتہ نہیں کہ کون سا سانس آخری سانس ہے، تو وہ ماں جس نے پیٹ میں رکھا، کس کس طرح دودھ پلایا، کتنی تکلیفیں جھیل کر پرورش کی، وہ نرک میں جائے اور ہم سورگ میں، تو ہم مسلمان تو کیا، انسان کہلانے کے لائق بھی نہیں ہیں، وہ باپ جنہوں نے کتنی قربانی دے کر کے ساتھ ہمیں پالا اور پڑھایا، وہ بھائی بہن جنہوں نے کتنی محبتیں دیں، وہ بیوی جو سب کچھ چھوڑ کر آپ کے لئے آئی، وہ ننھے ننھے بچے جو گھر کی رونق ہیں اگر نرک میں جائیں اور ہم جنت میں مزے کریں تو ہم کیسے مسلمان ہیں، اس لئے اب دل سے، اللہ سے گھر والوں کے لئے ہدایت کی دعا کیجئے، اور خوب ان کی خدمت اور محبت کر کے دل میں جگہ بنا کر انہیں دعوت دیجئے۔

س: آپ نے ان سب لوگوں کو دعوت دی؟

ج: جی مالک کا شکر ہے پوری کوشش کی، میرے بیوی بچے تو ایک مہینہ کے بعد ہی میرے ساتھ مسلمان ہو گئے تھے، بھائی ذرا سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے، اور کچھ وقت سوچنے کے لئے کہتا ہے،

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

ان شاءاللہ آج میرا دل کہہ رہا ہے کہ وہ ضرور کلمہ پڑھ لے گا۔

س: ابی کہہ رہے تھے کہ آپ کے دو ساتھی بھی مسلمان ہوگئے ہیں؟

ج: جی الحمدللہ! میرے دو ساتھی، ایک نوئیڈا میں اور ایک دہلی میں کلمہ پڑھ چکے ہیں، میرے آفس کے بھی تین لڑکے کلمہ پڑھ چکے ہیں، کچھ اور لوگ بھی دین کو پڑھ رہے ہیں۔

س: اپنے ماتا پتا سے بھی آپ نے کوئی بات کی؟

ج: ابھی ہم نے ان کو نہیں بتایا کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں چھوٹا بھائی کلمہ پڑھ لے گا تو ہمارے لئے کام آسان ہو جائے گا، میری ماتا جی اگلے مہینہ ہمارے یہاں ایک مہینہ رکنے کے لئے آنے والی ہیں، میری اہلیہ کے بچہ ہونے والا ہے، ان شاءاللہ وہ آئیں گی تو ضرور وہ بھی ایمان لے آئیں گی، مجھے امید ہے میری دعائیں میرے اللہ نے ضرور قبول کی ہیں، میں نے ایک ہزار ہندی اور ایک ہزار انگریزی قرآن مجید کے ٹرانسلیشن چھپوائے ہیں، ان شاءاللہ میرا ارادہ ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک قرآن پہنچا دوں گا، تاکہ میری طرح قرآن مجید کو آتنک واد کی کتاب سمجھنے والوں کی آنکھوں سے پردے ہٹیں۔

س: ماشاءاللہ ماشاءاللہ، آپ کے علم میں ہے کہ میں یہ باتیں آپ سے ہمارے یہاں نکلنے والی اردو منتھلی میگزین ارمغان کے لئے کر رہا ہوں، اس کے قارئین (پاٹھکوں) کے لئے آپ کوئی خاص پیغام (سندیش) دینا چاہیں گے؟

ج: میں دو دن کا مسلمان ان پڑھے لکھے مسلمانوں کے لئے کیا سندیش دے سکتا ہوں، بس ہاتھ جوڑ کر بنتی (درخواست) ہی کر سکتا ہوں، مجھے ایک بار خوش قسمتی سے حضرت کی بات، پاس والی مسجد جو سینٹر کے پاس ہے، سننے کا موقع ملا، حضرت نے میرے دل کے اندر کی بات کہہ دی، کہ یہ زمانہ علم اور عقل کا زمانہ ہے، اب انسان ہر بات کو علم اور عقل کی ترازو پر پرکھتا ہے، اور علم اور عقل والے انسان کو صرف اسلام ہی سٹیسفائی کر سکتا ہے، پوری دنیا کو شانتی اور چین کی تلاش ہے، اور آتما کی شانتی صرف اسلام میں ہے، ہمیں جو اسلام کے خلاف ماحول لگ رہا ہے یہ اصل میں حق اور سچ کی کمی ہے، اور کسی چیز کی کمی کو اس کے خلاف ماحول نہیں سمجھنا چاہئے، یہ خلاف کہنا ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ سخت گرمی ہو رہی ہے، گرم ہوائیں چل رہی ہیں، ہر انسان پیاسا ہے، زباں پر پیاس کی وجہ سے کانٹے پڑے ہوئے ہیں، اور ہونٹوں پر خشکی کی وجہ سے پپڑیاں جم رہی ہیں، ایسے میں ٹھنڈے پانی اور شربت کی بات کر رہے ہیں، کتنی مخالف بات کر رہے ہیں، ایسے وقت میں آپ ٹھنڈے پانی کا گلاس پیاسی انسانیت کے ہونٹوں پر ایک بار لگا دیجئے، پھر آپ پلانا نہ بھی چاہیں گے، تو لوگ خود چھین کر پینے کو تیار ہوں گے، اسلام اور حق کی پیاسی انسانیت کو کسی طرح چاہے اسلام کے خلاف پروپیگنڈے کی وجہ سے ہی، کسی کو پڑھنے کا موقع مل جاتا ہے، تو لوگ پیاسے کی طرح چھین کر پینے کو تیار ہیں، میں اور میرے دو ساتھی بالکل اسلام کے ایسے ہی پیاسے تھے جنہیں اسلام کی مخالفت کے زمانہ میں، اسلام کا، روح کو ٹھنڈا کرنے والا جام ہمارے ہونٹوں کو لگا، اور ہم نے چھین کر خود ہی پی لیا، ایسے میں ہم اگر اپنی دعوتی ذمہ داری ادا نہ کریں، تو یہ تو انسانیت پر بہت بڑا ظلم ہے، اللہ کے یہاں ظلم کسی طرح بھی قابل معافی نہیں ہے، اس لئے تمام مسلمانوں کو اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیے۔

س: جی بے شک، واقعی آپ نے بالکل سچ فرمایا، بہت بہت شکریہ، السلام علیکم

ج: شکریہ تو آپ کا ہے کہ آپ نے مجھے اس مبارک کام میں شریک کر لیا۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

> حفاظت جس سفینہ کی انھیں منظور ہوتی ہے
> کنارہ پر اسے خود لا کے طوفاں چھوڑ جاتے ہیں

... @ محمد یوسف عثمان
PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

موجودہ حالات میں ہندوستانی مسلمان کیا کریں؟

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

بعض تاریخی روایات کے مطابق عہد فاروقی ہی میں مسلمان ہندوستان میں قدم رکھ چکے تھے، وہ ایک تاجر کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے تھے؛ لیکن اس وقت مسلمانوں کے اندر دعوتی جذبہ اس قدر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا کہ وہ جہاں جاتے اور جس کام کے لئے جاتے، دین حق کی امانت بھی اپنے ساتھ لے کر جاتے اور لوگوں تک اللہ کے پیغام کو پہنچاتے، مسلمانوں کا یہ گروہ جنوبی ہند کے مالابار علاقہ میں بحیثیت تاجر وارد ہوا، اب بھی اس کے بعض شواہد موجود ہیں، پھر بنواُمیہ کے عہد میں ہی سمندری قزاقوں کی سرکوبی اور سندھ کے باشندوں کو ظالم حکمراں سے نجات دلانے کے لئے ۷۱۳ء میں محمد ابن قاسمؒ پہنچے، انھوں نے ظالم حکمرانوں پر قابو پایا اور مقامی باشندوں پر حسن اخلاق کے ایسے نقوش چھوڑے کہ ان کے واپس ہونے کے بعد بھی عرصہ تک لوگوں نے ان کا مجسمہ بنا کر پرستش کی، محمد بن قاسم اگرچہ فوج کے جلو میں آئے تھے؛ لیکن انھوں نے فولادی تلوار سے زیادہ اخلاق کی تلوار سے کام لیا اور اس کی وجہ سے بڑے پیمانہ پر لوگوں نے اسلام قبول کرلیا؛ چنانچہ سندھ کا علاقہ جو پاکستان میں ہے، اس کی غالب اکثریت اس وقت سے آج تک حلقہ بگوش اسلام ہے۔

پھر اس کے بعد ۹۷۷ء میں مغرب کی طرف سے عجمی نژاد نومسلم قبائل ہندوستان کی طرف بڑھے اور مختلف خاندانوں نے یہاں آکر حکومت کی، یہ اگرچہ مسلمان تھے؛ لیکن ایک آدھ فرماں رواؤں کو چھوڑ کر دعوتی جذبہ سے محروم تھے، انھوں نے اشاعت اسلام کے بجائے خوبصورت اور پُرشکوہ عمارتوں کی تعمیر پر توجہ دی، اگرچہ اس سے عوام کو فائدہ ہوا؛ کیوں کہ اس زمانے میں یہ مزدوروں کو روزگار فراہم کرنے کا ایک ذریعہ تھا، اسی طرح انھوں نے ملک کی بھلائی کے بہت سے کام کئے، جیسے: زراعت کو ترقی دینا، آب پاشی کا انتظام، سڑکوں کی تعمیر، مویشیوں کی پرورش کے شعبہ میں ترقی، اس زمانے کے معیار کے لحاظ سے صنعتوں کو بڑھانا وغیرہ؛ لیکن انھوں نے دعوتِ دین کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں کی، انھوں نے تمام رعایا کے ساتھ انصاف اور برابری کا سلوک کیا؛ اسی لئے مسلم حکمرانوں کے دور اقتدار میں بہت کم بغاوت کے واقعات ملتے ہیں، تاہم جیسا کہ حکمرانوں کا رواج رہا ہے، ان سے بعض اوقات زیادتیاں بھی ہوئی ہیں اور یہ اپنے ہم مذہب لوگوں کے ساتھ بھی ہوئی ہیں اور غیر مسلموں کے ساتھ بھی تاہم یہ پورا دور امن وامان اور اطمینان کا دور رہا۔

مسلمانوں کے بعد انگریز آئے انھوں نے تمام ہندوستانیوں پر بڑے مظالم ڈھائے، مگر مسلمان ان کے ظلم وجور کا زیادہ شکار ہوئے؛ کیونکہ وہ ان کو اپنا حریف خیال کرتے تھے؛ لیکن ہندوؤں اور دوسرے مذہب کے ماننے والوں پر بھی ستم ڈھائے گئے، یہاں تک کہ ہندوؤں اور مسلمانوں نے مل کر اور شیر وشکر ہوکر آزادی کی لڑائی لڑی، تقریباً ۲۰۰؍سال کی جدوجہد کے بعد انگریز اس ملک کو چھوڑنے پر مجبور ہوئے، ہر حکمراں کی خواہش ہوتی ہے کہ رعایا میں اتحاد نہ ہو؛ کیوں کہ رعایا کا آپسی اختلاف حکمرانوں کے تخت اقتدار کو مستحکم کئے رہتا ہے؛ چنانچہ انھوں نے مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان منظّم طور پر نفرت پیدا کی اور اس مقصد کے لئے مسلم دور کی تاریخ مسخ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، انگریزوں کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لئے ایک فرقہ پرست برہمن لابی مل گئی، جس نے آر ایس ایس کی صورت اختیار کی، اگر آر ایس ایس کی موجودہ فکر کو ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو وہ ہے: مسلم دشمنی؛ کیوں کہ ہندوؤں کو متحد کرنے کے لئے ان کے پاس اس کے سوا کوئی اور فارمولہ نہیں ہے، آر ایس ایس ۱۹۴۷ء

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

میں اپنے ایجنڈہ کو بروئے کار لانا چاہتی تھی؛ لیکن جمہوریت پسند قدآور لیڈروں کی موجودگی کی وجہ سے اسے کامیابی حاصل نہیں ہوسکی اور گاندھی جی کے قتل نے ملک میں اس کے خلاف نفرت کی لہر پیدا کردی، مگر انھوں نے کچھ کھلے اور چھپے منصوبے بنائے، مختلف مقاصد کے لئے ادارے قائم کئے، لٹریچر مرتب کئے، پابندی سے اپنے تربیتی کیمپ لگاتے رہے، اس کے لئے انھوں نے بعض عالمی واقعات و تجربات کا مطالعہ بھی کیا، خاص کر نازی ازم اور اسرائیل کی پالیسیوں کا گہرائی سے جائزہ لیا اور اسرائیل کے نفرت انگیز شدت پسند طرزِ عمل کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنایا، نیز اپنے چہرے کو بین الاقوامی سطح پر قابل قبول بنانے کے لئے اس کی مدد بھی حاصل کی۔

آخر وہ ۷۰؍سال کی کوششوں کے بعد قصر اقتدار کی مختلف سیڑھیوں سے چڑھتے ہوئے آج اس کے بام و در پر قابض ہوچکے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس ملک کی ہر چیز زعفرانی رنگ میں رنگ جائے، شاید اگر انسانوں کو جسمانی طور پر رنگا جاسکتا تو وہ اس سے بھی نہیں چوکتے، موجودہ صورتِ حال یہ ہے کہ کمیونسٹوں کا قلعہ ٹوٹ چکا ہے اور ہندوستان میں جو سیاسی پارٹیاں اپنے آپ کو سیکولر کہا کرتی تھیں، انھوں نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں، اب اس وقت فرقہ واریت کے مقابلے میں کوئی سیاسی پارٹی نہیں ہے، جو کھڑی ہونے کو تیار ہو، نفرت اور تشدد کا رُخ پوری طرح اقلیتوں کی طرف ہے اور بالخصوص مسلمانوں کی طرف؛ کیونکہ بعض اقلیتیں تو ملک کے دستور کے لحاظ سے ہندوؤں کے زمرے میں شامل کردی گئی ہیں، رہ گئے مسلمان اور عیسائی، تو عیسائی پوری طرح اکثریتی فرقہ پرستی کے سامنے سربسجود ہیں اور انھوں نے تہذیبی اور ثقافتی لحاظ سے 'ہندوتوا' کو قبول کرلیا ہے: اس لئے اب مسلمانوں کو بظاہر تنہا ہی اس لڑائی کو لڑنا اور اپنی شناخت کو باقی رکھنا ہے، اس میں ان کو کچھ انصاف پسند ایسے لیڈروں، دانشوروں اور صحافیوں کا ساتھ مل سکتا ہے، جن کا تعلق اکثریتی فرقہ سے ہے۔

سوال یہ ہے کہ ان حالات میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے، اور مختلف میدانوں میں ان کا کیا منصوبہ ہونا چاہئے؟ اس پس منظر میں چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں :

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں اپنے دین اور اپنی شریعت پر ثابت قدمی پیدا کی جائے، ہمارا یقین ہے کہ اسلام دین حق ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کا نازل کیا ہوا ابدی پیغام ہے، جو سچائی اور انصاف پر مبنی اور دنیا وآخرت کی بھلائی کا ضامن ہے: اس لئے ہمیں دین کے معاملہ میں پوری طرح ثابت قدم رہنا چاہئے، مسلمان اس سے کہیں بڑے بڑے امتحان سے گزر چکے ہیں، وقتی طور پر وہ کچھ دشواریوں سے ضرور دوچار ہوئے؛ لیکن ایمان پر ثابت قدمی اور دین پر جماؤ کی وجہ سے ان کی شناخت اور پہچان کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جاسکا؛ بلکہ دین سے ان کا تعلق اور بڑھ گیا اور یہ عہد صحابہ سے ہوتا رہا ہے، غزوۂ اُحد کے موقع پر ابوسفیان نے مشرکین مکہ کی طرف سے مسلمانوں کو چیلنج دیا کہ وہ آئندہ سال دوبارہ بدر کے میدان میں آئیں اور مقابلہ کریں، رسول اللہ ﷺ نے اس چیلنج کو قبول فرمایا؛ چنانچہ آئندہ سال آپ ستر (۷۰) مسلمانوں کے ساتھ بدر کے میدان میں پہنچے، ابوسفیان بھی مشرکین مکہ کے لشکر کے ساتھ مکہ مکرمہ سے نکلا اور 'مرالظہران' نامی مقام تک آیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں رُعب ڈال دیا اور اس نے واپسی کا ارادہ کرلیا، مگر خیال آیا کہ اگر مسلمان بدر پہنچے اور ہم نہیں پہنچے تو بہت شرم کی بات ہوگی، اس نے ایک تدبیر کی کہ نُعیم ابن مسعود اَشجعی (جو اب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) مکہ جارہے تھے، ان سے کہا: چوں کہ اس سال بہت قحط ہے: اس لئے ہم واپس لوٹ جانا چاہتے ہیں؛ لیکن اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نکلے اور میں نہیں نکلا تو مسلمانوں کی ہمت بڑھ جائے گی: اس لئے تم ان کو سمجھاؤ کہ وہ مقابلے پر نہیں آئیں اور اس کے بدلہ ہم تم کو دس اونٹ دیں گے، جب نعیم آئے تو دیکھا کہ مسلمان سفر کی تیاری کررہے ہیں، انھوں نے مسلمانوں سے غزوۂ اُحد کی طرف اشارہ

ٹیلی گرام چینل - الف - @ محمد یوسف عثمان
PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

کرتے ہوئے کہا کہ انھوں نے تمہارے گھر آ کر تمہارے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا، اب اگر تم ان کی طرف جاؤ گے تو تم میں سے کوئی بچ کر واپس نہیں آئے گا، بعض مسلمان بھی ان کی اس بات سے متاثر ہو گئے، آپ ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تو ضرور نکلوں گا، چاہے تنہا نکلنا پڑے: ''**والذی نفس محمد بیده لأخرجن إلیهم ولو وحدی**'' (مفاتیح الغیب: ۵۷۲/۸) اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

الَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيْمَاناً وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۔ (آل عمران: ۱۷۳) یہ وہ لوگ ہیں کہ جب لوگوں نے ان سے کہا: تمہارے مقابلہ میں لوگ اکٹھا ہو گئے ہیں، تم ان سے ڈر کر رہو تو اس سے ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور انھوں نے کہا: ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے!

اِس وقت بھی یہی صورتِ حال ہے کہ اسلام دشمن طاقتیں متحد ہو گئی ہیں اور وہ مسلمانوں کو خوف و دہشت میں مبتلا کرنا چاہتی ہیں، گوکشی، جے شری رام اور وندے ماترم کہلانے کے عنوان سے جابجا مسلمانوں پر حملے کئے جا رہے ہیں، نا منصفانہ قتل کے واقعات پیش آ رہے ہیں، بعض جگہ مسلمانوں کا بائیکاٹ بھی کیا جا رہا ہے، یہ سب مشرکین مکہ کے رویہ کے بازگشت ہے، اس طرح کے واقعات پیش آتے رہے ہیں اور پیش آتے رہیں گے؛ لیکن اس دین حق کے لئے اللہ کے پیغمبروں نے تکلیفیں اُٹھائیں اور ان کے رفقاء نے جان و مال کی مصیبت کو برداشت کیا، بائیکاٹ کی صعوبتوں کو سہا؛ لیکن ان کی زبان پر ایک ہی نعرہ رہا: ''**حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ**'' یہی کیفیت آج کے حالات میں بھی مسلمانوں سے مطلوب ہے، یہ بات علماء، مذہبی قائدین اور مسلم سماج کی نمائندہ شخصیتوں کو عام مسلمانوں تک پہنچانی ہوگی، انھیں ان صحابہ کی یاد دلانی ہوگی، جنھوں نے ناقابل تصور مشقتوں کو برداشت کیا لیکن ان کے قدم میں کوئی تزلزل نہیں آیا، آج بھی برما اور چین جیسے ملکوں میں ایمان پر قائم مسلمانوں کی مثالیں موجود ہیں، اگر ہم مسلمانوں کو یہ نہیں سمجھا پائے کہ ایمان کی دولت ہماری جان اور ہماری زندگی سے بھی زیادہ عزیز ہے تو ان مشکل حالات میں ہم ایمان کی حفاظت اور حق پر ثابت قدمی کے سب سے اہم فریضہ کو ادا نہیں کر پائیں گے۔

اسی لئے رسول اللہ ﷺ ثابت قدمی کی دُعا فرمایا کرتے تھے: ''**اللّٰهم إنی أسئلک الثبات فی الأمر والعزیمة علی الرشد**'' (نسائی، عن شداد بن اوس: ۵۴/۳) حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دس باتوں کی نصیحت فرمائی، ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ چاہے تمہیں قتل کر دیا جائے اور چاہے تم کو نذرِ آتش کر دیا جائے؛ لیکن اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا: ''**لا تشرک باللہ شیئا وان قتلت وحرقت**'' (مسند احمد، عن معاذ بن جبل: ۲۳۸/۵) آپ ﷺ نے نصیحت کی اور فرمایا کہ دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنا نہ کرو؛ لیکن اگر اس کی نوبت آ ہی جائے تو صبر سے کام لو اور یاد رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے: ''**فإذا لقیتموه فاصبروا**'' (بخاری، حدیث نمبر: ۲۸۱۸)

افسوس گذشتہ چند ہی دنوں میں بہت سے مسلمان کہلانے والوں کی زبان بدل گئی اور وہ ظالم کو ظالم کہنے سے بھی کترانے لگے؛ حالاں کہ یہ بہت بڑا جہاد ہے، حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے: ''**إن من اعظم الجهاد کلمة عدل عند سلطان جائر**'' (ترمذی، حدیث نمبر: ۲۱۷۴) مومن کی شان یہ ہے کہ آزمائشوں کی وجہ سے نہ اس کا ضمیر بدلے اور نہ اس کی زبان تبدیل ہو؛ بلکہ وہ ہر حال میں باطل کی مزاحمت جاری رکھے، اور انصاف اور سچائی کے خلاف کوئی بات قبول نہیں کرے

کسی قوم کے لئے نقصان اُٹھانا بڑی شکست نہیں ہے، بلکہ

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman
پی ڈی ایف @ محمد یوسف عثمان

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

سب سے بڑی شکست یہ ہے کہ اس کا حوصلہ ٹوٹ جائے، اندر کی شکست ہی انسان کو باہر کی شکست سے دوچار کرتی ہے، جب عالم اسلام پر تاتاریوں کی یلغار ہوئی تو مسلمان اسی صورت حال سے دوچار رہتے تھے، ایک تاتاری عورت پچاس پچاس مسلمان مردوں کو لائن میں کھڑا کرکے جاتی اور انھیں ہدایت دیتی کہ وہ یہیں کھڑے رہیں، وہ اپنے گھر سے خنجر لے کر آئے گی اور انھیں قتل کرے گی، مسلمان فرمانبردار غلام کی طرح کھڑے رہتے، یہاں تک کہ ایک عورت پچاس مردوں کو ذبح کر دیتی، اسی سے ملتی جلتی صورتِ حال ان دنوں پیش آ رہی ہے، ہجومی قتل کے واقعات پیش آ رہے ہیں؛ لیکن مسلمانوں کی طرف سے کوئی مزاحمت نہیں ہوتی، دو روز پہلے خبر آئی کہ دو شریر غنڈوں نے چار مزدوروں کو یہ کہہ کر بیلٹ سے مارنا شروع کر دیا کہ تم گائے کا گوشت کھا رہے ہو؛ حالاں کہ یہ ترکاری کھا رہے تھے، یہ لوگ پٹتے رہے اور اپنا کوئی دفاع نہیں کیا یہ بہت ہی افسوس ناک صورتِ حال ہے، اسلام نے ضرور امن و آشتی قائم رکھنے کا حکم دیا ہے، ظلم سے منع کیا ہے؛ لیکن اس نے یہ بھی تعلیم دی ہے کہ اپنے دفاع کی بھرپور کوشش کی جائے اور ظالم کے پنجے کو تھام لیا جائے، جان تو یوں بھی جانی ہے؛ لیکن ایسے مواقع پر ظالم کو یہ احساس دلانا چاہئے کہ اس کے اوپر مظلوموں کے ہاتھ اُٹھ سکتے ہیں؛ ورنہ شریر اور غنڈہ عناصر کی جرأت بڑھتی جائے گی؛ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو اپنے دین، اپنی جان، اپنا مال، اپنی عزت و آبرو اور اپنی آل و اولاد کو بچانے میں مارا جائے، وہ شہید ہے: ’’من قتل دون ماله فهو شهيد ، ومن قتل دون دينه فهو شهيد ، ومن قتل دون دمه فهو شهيد ، ومن قتل دون اهله فهو شهيد ‘‘(ترمذی، عن سعید بن زید، ۱۴۲۱، نیز دیکھئے: مجمع الزوائد، عن بن عباس، حدیث: ۱۰۴۶۸) یہ نہ صرف شریعت کی تعلیم ہے؛ بلکہ ہمارے ملک کا قانون بھی ہمیں اس کی اجازت دیتا ہے، اس پس منظر میں ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو ’’اپنی حفاظت آپ‘‘ کا پیغام دیا جائے اور وہ اپنے آپ کو اپنے تحفظ کے لئے تیار رکھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طاقتور مومن بہتر اور اللہ کو محبوب ہے کمزور مومن کے مقابلے میں: ’’المومن القوی خير و أحب إلى الله من المومن الضعيف ‘‘(مسلم، عن ابی ہریرۃ، حدیث نمبر: ۲۶۶۴) موجودہ حالات میں مسلمان، دوسری اقلیتیں اور دلت ضرور اس خطرہ سے دوچار ہیں، مسلمانوں کے خلاف مسلسل نفرت انگیز تقریریں کی جا رہی ہیں اور ان پر ہجومی حملے کئے جا رہے ہیں، اس لئے قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے پُر امن طریقہ پر مسلم تنظیموں اور اداروں کو نوجوانوں کی جسمانی تربیت کرنی چاہئے، اور اس کے ساتھ ساتھ انھیں سمجھانا چاہئے کہ وہ اپنی طاقت کا استعمال سماوی آفات کے موقع پر لوگوں کو بچانے اور ظالموں کے مقابلہ میں مظلوموں کی مدد کرنے کے لئے کریں۔

(۳) تیسرا ضروری کام یہ ہے کہ ہر سطح پر برادرانِ وطن کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہتر بنایا جائے، اس کے لئے تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے طلبہ اور پڑھانے والے اساتذہ، غیر مسلم بھائیوں کے ساتھ کام کرنے والے ملازمین، تاجرین اور مختلف شعبہ ہائے زندگی میں کام کرنے والے حضرات کے تربیتی پروگرام رکھے جائیں، خاص طور پر مذہبی اور نیم مذہبی تنظیمیں اس کام کو اپنے ذمہ لے لیں، ان پروگراموں میں مسلمانوں کو بتایا جائے کہ اسلام میں انسانی اُخوت کا تصور کس قدر وسیع ہے؛ تمام اخلاقی تعلیمات میں مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کو ایک ہی درجہ پر رکھا گیا ہے، بڑوں کی توقیر، چھوٹوں کے ساتھ شفقت، غریبوں کی مدد، بیماروں کی مزاج پرسی، گاہکوں کے ساتھ ایمان داری، عورتوں کا احترام، بوڑھوں کا لحاظ، مسافروں کی مدد، معاملات میں دیانت داری و ایمان داری، مظلوموں کی دادرسی، مصیبت زدہ لوگوں کے ساتھ ہمدردی و غم خواری، غرض انسانی سلوک کے معاملہ میں مذہب کی بنیاد پر اسلام نے کوئی تفریق نہیں رکھی ہے، خود مسلمانوں کو یہ سمجھانے کی ضرورت ہے، بعض دفعہ ایک آٹو والے کی ایمانداری

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

ایک پورے خاندان پر مسلمانوں کے تئیں گہرے خوشگوار نقوش چھوڑ جاتی ہے، نفرت کا جواب محبت ہی ہے نہ کہ نفرت!

تعلقات بہتر ہوتے ہیں میل جول سے، اب صورتِ حال یہ ہے کہ اکثر شہروں میں ہندو اور مسلم آبادیاں الگ الگ ہوگئی ہیں، جان و مال، عزت و آبرو اور دین و ثقافت کے تحفظ کے نقطۂ نظر سے یہ بات بہتر بھی محسوس ہوتی ہے؛ لیکن ایک ہی سماج میں رہنے والوں کے درمیان تعلق رہنا بھی ضروری ہے؛ اس لئے اب میل جول کی صورت یہی ہے کہ مختلف تقریبات کے عنوان سے غیر مسلم بھائیوں کو مدعو کیا جائے، جیسے: شادی بیاہ، رمضان المبارک، یوم آزادی، یوم جمہوریہ، میلاد النبی وغیرہ، اور اس میں اسلام اور مسلمانوں کی صحیح تصویر پیش کی جائے، اسی طرح بہتر تعلقات کا ایک ذریعہ حسن سلوک ہے، ہاسپٹلوں میں پہنچ کر بیماروں اور تیمارداروں کے لئے کھانا، پھل اور دواؤں کی فراہمی، گرما کے موسم میں مسافروں اور راہ گیروں کے لئے ٹھنڈے پانی کا انتظام، ٹھنڈک میں غرباء کے درمیان کمبلوں کی تقسیم، گاؤں میں بورویل کا انتظام، جس سے تمام فرقوں کے لوگ فائدہ اُٹھاسکیں، مسلم انتظامیہ کے تحت چلنے والے اسکولوں میں غیر مسلم بچوں کو داخلہ دینا، تمام طبقات کے لئے فری کلینک کھولنا، غرض کہ حسن سلوک کی مختلف صورتیں ہیں، جن کے ذریعہ آپ برادران وطن کا دل جیت سکتے ہیں، ایسے ہی کاموں میں غریب بچوں کے لئے بک بینک قائم کرنا بھی شامل ہے، خدمت خلق کے کام کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید نے ''مؤلفۃ القلوب'' کے عنوان سے اس کے لئے مستقل ایک مد مقرر کی ہے، اس بحث میں جانے کی ضرورت نہیں ہے کہ زکوۃ کا یہ مصرف باقی ہے یا نہیں؟ لیکن اگر عطیہ و اعانت کی مد سے یہ کام کیا جائے تو اس کے بہتر اور مطلوب ہونے میں کوئی دورائے نہیں ہوسکتی۔

انسان جن لوگوں کے درمیان رہتا ہو، اگر ان سے تعلقات بہتر نہ ہوں اور ہر وقت خوف و دہشت اور نفرت و عداوت کی فضا ہو، تو کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوسکتا؛ اس لئے یہ بے حد ضروری ہے کہ سنگھ پریوار کے لوگ نفرت پیدا کرنے کے لئے جتنی طاقت لگاتے ہیں، مسلمان اس زہر کے علاج کے لئے اس سے زیادہ محنت کریں، اس کے لئے خود مسلمانوں کو باشعور بنایا جائے، اور اس مقصد کے لئے مسلم و غیر مسلم مشترک پروگرام رکھے جائیں۔

(۴) چوتھی اہم بات یہ ہے کہ اس وقت اسلام کے خلاف پروپیگنڈے اپنے شباب پر ہیں، اور ان کے لئے دو شعبوں کو ہتھیار بنایا جارہا ہے، ایک: میڈیا، دوسرے: تعلیم، تعلیم کے ذریعہ فرقہ پرستی کا زہر پڑھے لکھے لوگوں تک پہنچتا ہے اور میڈیا کے ذریعہ ہر عام و خاص تک نفرت کا پیغام پہنچایا جارہا ہے، جو لوگ سچائی سے واقف نہیں ہیں، وہ جھوٹ کو سچ سمجھنے پر مجبور ہیں، یہ پروپیگنڈے عام طور پر تین طرح کے ہیں، ایک تو اسلام کے بارے میں، جیسے: اسلام کا تصورِ جہاد، یہاں تک کہ اب تو کلمۂ طیبہ پر بھی اعتراض کیا جارہا ہے، دوسرے: ہندوستان کی مسلم تاریخ، تیسرے: ملک کے مسلمانوں کا رویہ، پہلے قسم کے اعتراضات تو صد فیصد غلط ہوتے ہیں، اور انھیں معمولی غور و فکر کے ذریعہ سمجھا جاسکتا ہے، دوسرے اور تیسرے قسم کے اعتراضات میں کچھ صداقت بھی ہوسکتی ہے؛ لیکن زیادہ تر غلط فہمی ہی ہوتی ہے۔

ان غلط فہمیوں کو دُور کرنے اور جانتے بوجھتے غلط پروپیگنڈوں کا اثر دور کرنے کے لئے دو باتیں ضروری ہیں، اول: یہ کہ ہندو شدت پسند تنظیموں کی طرف سے جو خلاف واقعہ باتیں پیش کی جارہی ہیں تعلیمی اور تحقیقی ادارے ان کی مدلل اور سنجیدہ تردید کی طرف متوجہ ہوں اور ان کے سوالات کا تحقیقی جواب اس طرح دیں کہ قرآن و حدیث کا مواد بھی اُن کے سامنے رہے اور جو معترضین ہیں اُن کی مذہبی کتابیں اور تاریخ بھی سامنے ہوں، وہ اپنے گھر سے بھی واقف ہوں اور فریق مخالف کے گھر میں بھی جھانکنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، افسوس کی بات ہے کہ آج کل ہمارے مدارس اور جماعتی مراکز میں مسلکی جھگڑوں پر تو خوب

پی۔ڈی۔ایف @ محمد یوسف عثمان
PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

توجہ دی جاتی ہے، یہاں تک کہ طلبہ کو تقریر وتحریر کے تربیتی پروگراموں میں دوسرے مسلک کے خلاف اشتعال انگیز اور تمسخر پر مبنی تقریر وتحریر کے لئے تیار کیا جاتا ہے؛ لیکن باہر سے اسلام پر جو یلغار ہو رہی ہے، اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی؛ حالاں کہ سلف صالحین نے ہمیشہ اس میدان کو اپنی علمی کاوشوں کا خاص موضوع بنایا ہے، دارالعلوم دیوبند کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، ندوہ کے بانی حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ، مدرسہ صولتیہ کے مؤسس حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ، جامعہ نظامیہ کے بانی حضرت مولانا انوار اللہ فاروقیؒ، جماعت اہل حدیث کے اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم اور قائد حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، جماعت اسلامی کے بانی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، دارالمصنفین اعظم گڑھ کے بانیان علامہ شبلی نعمانیؒ اور علامہ سید سلیمان ندویؒ، ان سب ہی حضرات نے اپنے عہد کی ضرورت کے مطابق اسلام پر باہر سے ہونے والی یلغار کو اپنی علمی اور فکری جدوجہد کا اولین ہدف یا خصوصی ہدف بنایا ہے، آج بھی ضرورت ہے کہ علماء اور دینی علوم سے واقف مسلمان اصحاب دانش اس پر توجہ دیں۔

اس کے تدارک کے لئے ضروری کام یہ ہے کہ اسلام مخالف مواد کے جوابات کو سیمیناروں، سمپوزیموں، جلسوں، کانفرنسوں، مسلم اور غیر مسلم مشترکہ پروگراموں کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے، جیسے لوگ نماز روزہ کے بنیادی مسائل سے واقف ہوتے ہیں، اسی طرح کوشش کی جائے کہ ہر پڑھا لکھا مسلمان ان سے واقف ہو جائے؛ تاکہ وہ خود احساس کمتری میں مبتلا نہ ہو اور دوسروں کی غلط فہمی دُور کرنے کے لائق ہو سکے، یہ بہت دشوار بھی نہیں ہے؛ کیوں کہ ایسے مسائل بحیثیت مجموعی پندرہ بیس ہیں، اگر مساجد کے بیانات، سیرت کے جلسوں، دینی مدارس کے پروگراموں، مسلم تنظیموں کے اجتماعات میں ان مسائل پر گفتگو کی جائے تو ضروری باتیں اکثر مسلمانوں تک پہنچ جائیں گی۔

عید قرباں

آؤ سناؤں آج میں تم کو
قربانی کا قصہ بچو!

حضرت ابراہیم نبی تھے
اسماعیل تھے ان کے بیٹے

ابراہیم نے خواب یہ دیکھا
ذبح کیا ہے اپنا بیٹا

خواب یہ بیٹے کو بھی سنایا
اس نے خواب کو سچا مانا

بولا ابو جو کچھ دیکھا
آپ اسے کر دیجئے سچا

جان ودل سے میں ہوں راضی
مرضی خدا کی مرضی میری

آخر گردن پر بیٹے کی
چھری باپ نے جس دم رکھی

دیکھ کے سچا جذبہ ان کا
اللہ نے اک مینڈھا بھیجا

اس کے بعد انھوں نے جلدی
مینڈھے کی قربانی کردی

ہم اس موقع پر بچو!
کرتے ہیں قربانی سن لو

نتیجہ فکر: ڈاکٹر تنویر آفاقی

محمد یوسف عثمان @ الف۔ لائبریری

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

پی ڈی ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

طلبہ کے والدین اور سرپرستوں کے نام!

مفتی محمد عبد اللہ قاسمی، استاد فقہ وادب دار العلوم حیدرآباد
موبائل: 8688514630

علمِ دین کا حاصل کرنا اللہ کی رضا وخوشنودی کا موجب ہے، دونوں جہاں کی فلاح وکامیابی کی شاہ کلید ہے، یہ وہ گراں مایہ دولت ہے جس سے انسان کے اندر حق وباطل میں امتیاز کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایات سے واقفیت حاصل ہوتی ہے، شریعت کے علوم ومعارف سے انسان کے اخلاق وکردار پاکیزہ ہوتے ہیں اور اس کی فکری وعملی صلاحیتوں کو جلا اور تازگی نصیب ہوتی ہے، اسی وجہ سے علم دین حاصل کرنا شریعت کے اندر مطلوب اور مستحسن ہے، اور اسلام نے اس کی بڑی حوصلہ افزائی کی ہے۔

لیکن اسے ہماری بدقسمتی اور حرماں نصیبی کہئے کہ آج کے اس پر آشوب اور پرفتن ماحول میں دینی تعلیم سے مجرمانہ غفلت اور لاپروائی برتی جا رہی ہے، شریعت کے علوم کو حاصل کرنے اور ان میں کمال حاصل کرنے کا جذبہ رفتہ رفتہ سرد پڑتا جا رہا ہے، آج عصری علوم حاصل کرنے اور ان میں ایک دوسرے پر فوقیت لے جانے کا رجحان روز افزوں ہے، جس کی وجہ سے عامۃ المسلمین کے بچوں کی ایک معتد بہ تعداد عصری اداروں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا رخ کر رہی ہیں، اور ان کے والدین اور سرپرستوں کو دنیوی تعلیم کے نام پر لاکھوں روپیوں کا سرمایہ داؤ پر لگانا آسان اور سہل معلوم ہو رہا ہے، جب کہ دینی تعلیم کے عنوان سے قلیل اور معمولی رقم صرف کرنا بھی پہاڑ جیسا محسوس ہو رہا ہے، دینی تعلیم سے غفلت وبے اعتنائی کا یہ حال ہے کہ اولاً والدین اور سرپرست اپنے بچوں کو مدرسہ میں داخل نہیں کراتے، اگر باتوفیق والدین نے اس کی ہمت بھی کر لی تو واقعہ یہ ہے کہ طلبہ کے والدین یا ان کے تعلیمی سرپرست اپنے بچہ کو مدرسہ میں لا کر ان کو مدرسہ میں داخل کروا دیتے ہیں، پھر اس کے بعد سمجھتے ہیں کہ ہماری ذمہ داری ختم ہوگئی، مدرسہ کی چہار دیواری میں بچہ کی سرگرمیاں کیا ہیں؟ اس کے اوقات کن چیزوں کی نذر ہو رہے ہیں؟ اس کی صحبت ورفاقت کس قسم کے طلبہ سے ہے؟ اس کے شب وروز کا کیا معمول ہے؟ نگران اور اساتذہ کے اس طالب علم کے متعلق کیا خیالات ہیں؟ ان امور کی والدین اور سرپرستوں کو اطلاع ہی نہیں ہوتی، اور نہ ہی ان سے واقفیت حاصل کرنے کی وہ جستجو کرتے ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بچہ ایک بوجھ تھا جو ان کے سر سے ٹل گیا، طالب علم گویا ان کے لئے بلائے جاں تھا جس سے وہ ایک عرصہ کے لئے نجات پاگئے، بچہ کے والدین اور سرپرستوں کا یہ رویہ یقیناً کافی افسوس ناک اور غم انگیز ہے، والدین اور تعلیمی سرپرست کی ذمہ داری صرف طالب علم کو مدرسہ میں داخل کرا دینے اور انہیں ماہانہ اخراجات فراہم کردینے پر ہی ختم نہیں ہوجاتی؛ بلکہ ان کا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ جس مقصد کے لئے بچہ کو مدرسہ میں داخل کیا ہے اس کے بارے میں فکرمند رہیں، واقعی بچہ اس مقصد کی تکمیل میں لگا ہوا ہے یا نہیں؟ اس کی تعلیمی سرگرمی کیسی چل رہی ہے؟ اس کی اخلاقی حالت قابل اطمینان ہے یا نہیں؟ اس کے احباب ورفقاء نیک اور صالح ہیں یا نہیں؟ اساتذہ و منتظمین کا اعتماد اس بچہ کو حاصل ہے یا نہیں؟ ان چیزوں سے واقفیت حاصل کرنا والدین اور سرپرست کی اخلاقی ذمہ داری ہے؛ اس لئے طالب علم کے سرپرستوں سے مخلصانہ گزارش ہے کہ وہ ہفتہ دس دن میں اپنے مشاغل سے کچھ وقت نکال کر مدرسہ میں تشریف لائیں، بچہ کی تعلیمی سرگرمی کی جانچ کریں، اس کی اخلاقی حالت کے بارے میں اس کے اساتذہ اور اس کے دوست واحباب سے استفسار کریں، اس کی شب وروز کی مصروفیات کے بارے میں جانکاری حاصل کریں، چوں کہ بچہ نوعمر ہوتا ہے، اس لئے اس کو مدرسہ کی چہار دیواری میں اپنی ذمہ داریوں کا صحیح اندازہ نہیں ہوتا،

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

بچپن کی بچکانہ حرکتیں اور جوانی کی امنگیں بسا اوقات ان توقعات کی تکمیل میں سدراہ ثابت ہوجاتی ہیں جو والدین اپنے بچوں سے وابستہ رکھتے ہیں، اس لئے جب بچہ پر اساتذہ محنت کریں گے، اوراخلاق وکردار کے لحاظ سے نمایاں بنائیں گے، اور دوسری طرف والدین اوران کے سرپرست بھی اس حوالہ سے فکرمندی دکھائیں گے، اور بچہ کے ذہن پران امیدوں اور آرزؤں کے نقوش تازہ کریں گے جو انہوں نے بچہ سے وابستہ کررکھی ہیں توان شاء اللہ یہ ہمہ جہتی محنت رنگ لائے گی، اور مس خام کوکندن بنانے میں معین ومددگار ثابت ہوگی۔

ایک اور چیز جس کی طرف والدین اور سرپرستوں کی خاص توجہ دلاناضروری سمجھتاہوں وہ یہ ہے کہ اکثروالدین بچہ کی غیرضروری نازبرداری کرتے ہیں، اوران کی ہرخواہش پوری کرنا لازمی فریضہ خیال کرتے ہیں، والدین کا یہ طرزعمل عام طور پر بچوں کے لئے آگے چل کرتباہی اور نقصان کا پیش خیمہ بنتا ہے، اوران کے اخلاق وکردار کے لئے سم قاتل ثابت ہوتاہے، والدین کی نازبرداری کا ایک مظہرملٹی میڈیاموبائیل ہے، تقریبا سارے ہی والدین اپنے بچوں کوملٹی میڈیاموبائیل دلانااوران کے اس شوق بے ہنگم کو پورا کرنا فرض عین سمجھتے ہیں، ملٹی میڈیا موبائیل وہ دودھاری تلوار ہے جس میں خیر اور شر دونوں پہلو موجود ہوتے ہیں؛ تاہم مجھے یہ کہنے میں ذرہ برابرتامل نہیں کہ یہ واثمھما اکبرمن نفعھما کا مصداق ہے، ملٹی میڈیاموبائیل کے اندر میموری کارڈ اورسستے داموں میں حاصل ہونے والے انٹرنیٹ کے امتزاج نے وہ تباہی مچائی ہے کہ الامان والحفیظ، یہ تباہی جسم کی نہیں جوگوشت اورہڈیوں کا مجموعہ ہے؛ بلکہ اس روح کی ہے جہاں سے ایمان ویقین کا چشمہ پھوٹتاہے، یہ تباہی شہراوراس کے بلندوبالامکانات کی نہیں ہے؛ بلکہ اس روح پرور ایمانی فضا کی تباہی ہے جس کی وجہ سے یہ دنیا قائم ہے، یہ تباہی املاک و جائیدادکی نہیں ہے؛ بلکہ اس عفت وعصمت کی ہے جوتمام خوبیوں کی بنیاد ہے، بدنظری، بدنگاہی، صنفی آوارگی، عریانیت وفحاشیت، اختلاط مردوزن، ضیاع وقت اوراس طرح کے بےشمارگناہ ہیں جواس ملٹی میڈیاموبائیل کی دین ہیں، سرپرست حضرات سے مؤدبانہ طورپرعرض ہے کہ آپ نے بے شک بچے کے ہاتھ میں مہنگا، جاذب نظر، متعددسہولیات سے آراستہ موبائیل فون دیاہے، اوران کے شوق بے پرواکی تکمیل کی ہے؛ لیکن کیا آپ نے کبھی سوچاکہ بچہ اس موبائیل فون کا استعمال کیسے کرتاہے؟ وہ اپنے دوست واحباب سے کس قسم کی گفتگوکرتاہے؟ اس کے فون اورمیموری کارڈ میں جمع شدہ موادکیساہے؟ یوٹوب اور گوگل پروہ کس قسم کے موادتلاش کرتاہے؟ مدرسہ میں موبائیل فون پرکتناوقت گزارتاہے؟ کہیں موبائیل فون اس کی تعلیمی سرگرمی میں مخل توثابت نہیں ہورہاہے؟ ذراٹھنڈے دل سے آپ تنہائی میں ان سوالات کے جوابات اپنے دماغ میں ٹٹولیں، مدرسہ میں بچہ کوشریک کرکے آپ مطمئن ہوگئے کہ بچہ عالم بن کرنکلے گا، ایک اچھااورکامیاب انسان بن کرتیار ہوگا، لیکن یہ بھی سوچئے کہ مدرسہ کی چہاردیواری میں ہروقت نگران سروں پرمسلط نہیں ہوتا، مدرسہ کے اصول وضوابط سے زیادہ سے زیادہ آپ کا بچہ پنج وقتہ نمازوں کااہتمام کرلے گا، علماء وصلحاء کی وضع قطع اختیار کرلے گا، تعلیمی اوقات میں حاضری اورکتابوں کے تکرار ومطالعہ کاالتزام کرلے گا، لیکن جب وہ تنہائی میں جائے گا، اوراساتذہ ونگران کی نگاہوں سے اوجھل ہوگا توکیاشیطان اس کے ساتھ لگاہوانہیں ہے؟ کیایہ ازلی دشمن اسے اس آلۂ تفریح کے غلط استعمال پرآمادہ نہیں کرے گاجوآپ نے بچے کے ہاتھ میں تھمایاہے؟ اس لئے خداکے واسطے بچے کوملٹی میڈیاموبائیل نہ دیں، اگررشتہ داروں میں سے کوئی بچے کوموبائیل فون دے تواسے بچے سے ضبط کرلیں، اسی طرح بچہ کوبھی اس بات کاپابندبنائیں کہ وہ ازخودبھی ملٹی میڈیاموبائیل نہ خریدے، ضرورت ہوتوزیادہ سے زیادہ سادہ اورمعمولی فون بچے کوفراہم کرسکتے ہیں۔

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman
پی ڈی ایف @ محمد یوسف عثمان

اسلام کی عظمت اور اس کی طرف دعوت

قسط [۲] مولانا محمد جاوید اشرف مدنی (مدینہ منورہ)

[سلسلہ کے لئے ملاحظہ کیجئے، اپریل ۲۰۱۹ء]

گذشتہ قسط میں گذر چکا ہے کہ اس مبارک کلمہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کے فضائل کو گنا نہیں جا سکتا، ساری کی ساری کائنات میں، ساری کی ساری مخلوقات میں سب سے بلند وبالا اور ہر ہر کلمہ وکلام سے نرالا ومنفرد یہ کلمہ ہے، تمام مخلوقات اسی کلمہ کی رہین منت ہے، اسی کے پھیلانے اور اس کی اشاعت کے لئے ہی نبیوں اور رسولوں کی بعثت کا عظیم ترین سلسلہ قائم کیا گیا، اس کلمہ کی نشر واشاعت کے لئے آسمانی کتابوں کو نازل کیا گیا، ابراہیم وداؤد علیہما السلام کے صحیفے ہوں یا موسی وعیسی علیہما السلام کی توراۃ وانجیل، یا پھر سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ قرآن کریم، یہ سب ہی اس عظیم ترین کلمہ کی نشر و اشاعت اور جن وانسانوں تک اس کو پھیلانے کے لئے نازل کی گئیں، اس کلمہ کے ماننے اور نہ ماننے سے تمام انسانوں کو دو قسموں میں تقسیم کر دیا گیا، اس کلمہ کے ماننے والے مسلم کہلائے اور نہ ماننے والے کافر کہلائے، اس کلمہ کی عظمت ہے کہ اس کے قائلین ہمیشہ نیک بخت رہیں گے، اور اس کے نہ ماننے والے شقی و بدبختوں میں ان کا شمار رہے گا، جنت اور جہنم جو اس دنیا کے بعد والی دنیا کی آخری منزلیں ہیں ان کا فیصلہ بھی اسی کلمہ کی بنیاد پر ہوگا، جنت ان کو ملے گی جو اس کلمہ کے اعتراف واقرار بلکہ ایمان پر مرے ہوں گے، اور جہنم (نرک) ایسے کم نصیب لوگوں کو ملے گی جن کی موت اس کلمہ کے اعتراف واقرار کے بغیر ہوئی ہوگی، یہی کلمہ دین اسلام کی بنیاد ہے، یہی ایمان کے شعبوں میں سب سے پہلا شعبہ ہے، یہی کلمہ کلمہ شہادت (گواہی) کہلاتا ہے، یہی کلمہ دار السعادۃ کہلاتا ہے، یہی کلمہ دین کی جڑ ہے، یہی وہ کلمہ ہے جس کے فضائل بیان کرنے سے دنیا عاجز ہے، اس کی تہہ تک عارفین پہنچنے سے قاصر رہے ہے، رب ذو الجلال نے خود اس کلمہ کی گواہی دی اور یہ بتا دیا کہ ایک یہی کلمہ ہے جس کی گواہی اور شہادت کے بغیر کسی بھی جن وانس کے لئے دنیا یا آخرت کی کامیابی ممکن نہیں۔

شهد الله أنه لا إله إلا هو والملائكة وأولوا العلم قائماً بالقسط. لا إله ألا هو العزيز الحكيم (آل عمران) اللہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے (یعنی اللہ کے) اور یہی گواہی دیتے ہیں فرشتے بھی اور وہ اہل علم بھی جو انصاف بھی پر قائم ہیں، اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی معبود نہیں۔

یہی کلمہ تمام نبیوں سے کہلوایا گیا اور ان کی طرف اسی کی وحی نازل کی گئی، فرمان رب العالمین ہے: ﴿**وما أرسلنا من رسول إلا نوحي إليه أنه لا إله إلا أنا فاعبدون**﴾ (أنبياء) ہم نے جو بھی نبی بھیجا اس کی طرف یہی وحی کی کہ کوئی بھی میرے سوا معبود نہیں، لہٰذا میری ہی عبادت کرو۔

رب کریم کی اپنی مخلوق پر بے شمار ظاہری و باطنی نعمتیں ہیں مگر سب سے بڑھ کر جو نعمت ہے وہ اس کلمہ کی طرف بندہ کی رہنمائی اور توفیق ہے، کیا ہی عمدہ بات منقول ہے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے ہیں: (ما انعم اللہ علی عبد من العباد نعمۃ أعظم من أن عرفہم لا إلہ إلا اللہ) اللہ تعالی کے بندوں میں سے کسی بندہ پر اللہ تعالی کی اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں کہ اس کو لا إلہ الا اللہ کی معرفت وپہچان حاصل ہوگئی۔

(محمد رسول الله) کا معنی ومفہوم

کلمہ طیبہ کے دو جز ہیں ایک میں اقرار توحید ہے تو دوسرے جز میں اقرار واعتراف رسالت ہے، کلمہ کے اول جز یعنی لا الہ الا اللہ سے متعلق کچھ تفصیل ذکر ہو چکی ہے اب یہاں دوسرے جز

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

پی ڈی ایف @ محمد یوسف عثمان

محمد رسول اللہ سے متعلق روشنی ڈالی جاتی ہے:

محمد رسول اللہ یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں، اس میں اس بات کا اعتراف ہے کہ اللہ رب العالمین نے اپنے بندہ محمد (ﷺ) کو تمام انسانوں اور تمام جنات کے پاس نبی اور رسول بنا کر بھیجا، اس میں اس کا اعتراف بھی ہے کہ محمد (ﷺ) کی اطاعت و تابعداری لازم وواجب ہے، اور یہ کہ جو باتیں بھی محمد (ﷺ) نے بتائی ہیں وہ سب حق وسچ ہیں، اس میں اس کا اعتراف بھی ہے کہ محمد (ﷺ) اللہ کے آخری نبی اور آخری رسول ہیں، قیامت تک حضرت محمد (ﷺ) کے سوا اب کوئی نبی نہیں آئے گا، آپ کی نبوت اور رسالت قیامت تک کے لئے ہے، اس میں اس کا بھی اعتراف ہے کہ حضرت محمد (ﷺ) کی لائی ہوئی شریعت آخری ہے اور اب کوئی شریعت نہیں آئے گی، اس میں اس کا بھی اعتراف ہے کہ حضرت محمد (ﷺ) کی لائی ہوئی شریعت و تعلیمات قیامت تک کے لئے ہر جگہ اور ہر مقام پر قابل عمل ہیں جس میں اب کوئی کمی بیشی نہیں ہوسکتی، اس میں یہ بھی اعتراف ہے کہ حضرت محمد (ﷺ) کی دی ہوئی شریعت وتعلیمات ہر قسم کی کمی سے منزہ وپاک ہیں اس میں کسی بھی قسم کی کمی نہیں، وہ کامل و مکمل ہیں، محمد (ﷺ) کو آخری نبی و رسول مان لینے کے بعد اب صرف اور صرف تمام تر کامیابی اور سعادت دارین ان کی اتباع واطاعت میں ہے، کلمہ طیبہ کے جز ثانی یعنی محمد رسول اللہ کو ماننے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ حضرت محمد (ﷺ) تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل ہیں اور آپ کی شان اتنی عظمت والی ہے کہ سارے انسانوں میں بلکہ ساری مخلوق میں سب سے افضل اور بلند وبالا ذات وشخصیت حضرت محمد (ﷺ) کی ہے۔ حضرت محمد (ﷺ) کو ماننا اسلام ہے اور حضرت محمد (ﷺ) کا انکار کرنا کفر ہے، چنانچہ حضرت محمد ﷺ نے صاف صاف فرمادیا:

(والذی نفسی بیده لو کان موسی حیّا الیوم لما وسعه إلا ان یتبعنی) (مصنف ابن ابی شیبۃ رقم: ۲۶۹۴۹ ومسند احمد وغیرہ) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے آج اگر موسی بھی زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

مسند ابویعلی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: واللہ لو کان موسی حیا بین اظھرکم ما حل لہ إلا أن یتبعنی. (مسند ابویعلی رقم: ۳۵۲۱) حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم تمہارے درمیان اگر موسی بھی زندہ ہوتے تو ان کے لئے بھی حلال نہ ہوتا سوائے اس کے کہ میری اتباع کرتے۔

ان احادیث کے علاوہ بھی دیگر احادیث ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ پر ایمان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع کے بغیر چارہ نہیں، قرآن کریم میں بھی صراحتاً یہ بات مذکور ہے۔

سورہ نساء میں ارشاد رب العالمین ہے: یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول...الآیۃ (۵۹)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔

عربی دان حضرات جانتے ہیں کہ اللہ کی اطاعت پر عطف بھی نہیں فرمایا کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی، بلکہ اطاعت کا لفظ الگ الگ ذکر کیا کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ کی اطاعت کرو، اس سے رسول کی اطاعت کی اہمیت مزید دوبالا ہوگئی سورہ نساء ہی کی آیت نمبر (۸۰) میں اس بات کو مزید فرمادیا کہ اللہ کے رسول (ﷺ) کی اطاعت دراصل اللہ ہی کی اطاعت ہے، ارشاد عالی ہے:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جو رسول کی اطاعت کرتا ہے بلاشبہ اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی

معلوم ہوا کہ اللہ کی اطاعت تب تک نہیں ہوسکتی جب تک رسول اللہ (ﷺ) کا دامن نہ تھاما جائے، رسول اللہ (ﷺ) کا دامن تھامے بغیر اور ان کی اطاعت کے بغیر رب کائنات

یادگاری - الف - @ محمد یوسف عثمان

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

لوح بھی تو قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب

(سیرت رسول میں تعلیم کی اہمیت)

مولانا سید احمد ومیض ندوی (حیدرآباد)

شاعر مشرق علامہ اقبال نے اپنے ''مولائے کل دانائے سبل اور ختم الرسل'' کا تعلیم کے حوالہ سے تعارف کراتے ہوئے مذکورہ بالا مصرعہ کہا ہے۔ شاید آپ کی سراپا علم شخصیت کے تعارف کے لئے اس سے بہتر اور اس سے جامع تعبیر ممکن نہیں، آپؐ امی لقب تھے، مگر آپؐ کا وجود الکتاب تھا، لوح وقلم کو آپ پر ناز تھا، آپؐ کو کبھی آلات علم کی احتیاج نہ تھی لیکن آلات علم کو آپؐ نے زینت بخشی، آپ کی آمد سے پہلے علم کی بزم سونی سونی تھی، آپؐ نے اپنی آمد سے اسے رونق عطا کی، آپؐ کی آمد سے پہلے اقطاع عالم میں جہالت کی تاریکیوں نے اپنا ڈیرا جما رکھا تھا، معلم انسانیت کے ورود مسعود کے ساتھ جہل کے بادل چھٹ گئے، آفتاب علم ساری دنیا کو منور کرنے لگا، آپؐ سے قبل انسانیت دور جاہلیت سے گذر رہی تھی، آپؐ کی آمد کے ساتھ دنیا میں دور علم کا آغاز ہوا، فاران کی چوٹی سے طلوع ہونے والا آفتاب علم جب علم ومعرفت کی شعاعیں بکھیرنے لگا تو انسانیت کو جہل کی ظلمتوں سے چھٹکارا حاصل ہونے لگا، آپؐ کی بعثت سے قبل انسانی معاشرہ ہر قسم کی اخلاقی وروحانی بیماریوں میں جکڑا ہوا تھا، ظلم وجبر عام تھا، قتل وغارت گری عروج پر تھی، چوری ڈکیتی کمزوروں پر زیادتی روز کا معمول تھا، ناموس زن پر ہر وقت خطرات منڈلاتے رہتے تھے، حوا کی بیٹی کی چادر عصمت بار بار تار تار کی جاتی رہتی تھی، شراب نوشی، جوا، سٹہ زندگی کا لازمی حصہ بن چکے تھے، ان میں سے ہر برائی انسانیت کیلئے سوہان روح بن چکی تھی، جس سے پورے انسانی وجود ہی کو خطرہ لاحق ہو رہا تھا، ایسے میں آپؐ پر نازل ہونے والی سب سے پہلی وحی کا آغاز جس لفظ سے ہوا وہ لفظ اقرا تھا گویا اشارہ دیا جا رہا تھا کہ پڑھائی اور خواندگی سے محرومی ہی ان ساری اخلاقی بیماریوں کی جڑ ہے، نیز لفظ ''اقرا'' سے پہلی وحی کا آغاز کرکے قیامت تک آنے والی انسانیت کو بتا دیا گیا کہ عالم انسانی کو عطا کئے جانے والے آخری پیغمبر دراصل پیغمبر علم واخلاق ہیں، اور ان پر نازل ہونے والی آخری کتاب کتاب علم ومعرفت ہے، جس کا سب سے پہلا سبق تعلیم سے متعلق ہے، اور جس کی اولین آیتوں میں دو مرتبہ پڑھنے دو مرتبہ سکھانے اور ایک مرتبہ علم کے آلہ قلم کا ذکر کیا گیا ہے، پہلی وحی کے نزول کے موقع پر سارے عرب شرک وبت پرستی کا شکار تھے، اس پس منظر میں اولین وحی کیلئے یہ موزوں تھا کہ اس میں خدائے واحد کی واحدنیت کی تاکید کی جاتی لیکن اس کے بجائے ''پڑھنے'' کی تاکید کرکے یہ اشارہ دیا گیا کہ ساری خرابیوں کی جڑ جہالت ہے، معلم انسانیت پر نازل ہونے والی کتاب قرآن میں قلم کے نام سے ایک مستقل سورت نازل کی گئی، خدائے رحمان کی اس عظیم الشان کتاب میں سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ کا تعارف یوں کرایا گیا کہ اللہ نے انہیں علم الاسماء عطا فرمایا، فرشتوں پر آدم علیہ السلام کا تفوق علم کے ذریعہ ثابت کیا گیا اور جب فرشتے عاجز آگئے تو پھر آدم کے آگے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا ہے، معلم انسانیت پر نازل کی گئی کتاب میں سات سو پچاسی بار علم اور اس سے مشتق الفاظ استعمال کئے گئے، یہی نہیں بلکہ لفظ علم کو قرآن میں دین کے معنی میں بھی استعمال کیا گیا، یہ تاثر دینے کے لئے کہ مذہب اسلام سراسر علم ہے۔

پیغمبر علم واخلاق پر نازل ہونے والی کتاب برملا اعلان کرتی ہے کہ عالم اور جاہل دونوں برابر نہیں ہو سکتے، جس طرح روشنی اور تاریکی برابر نہیں ہو سکتے، جس طرح مردہ اور زندہ برابر نہیں

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

ہو سکتے، اسی طرح اصحاب علم اور بے علم برابر نہیں ہو سکتے۔ قرآن کہتا ہے کہ ایمان والوں میں جو اصحاب علم ہیں ان کے عام مومنوں کے مقابلہ میں درجات بلند ہیں، قرآن مجید میں مختلف پیغمبروں کی دعائیں نقل کی گئی ہیں، آخری پیغمبر معلم انسانیت کو اللہ تعالیٰ نے جس دعا کی تلقین فرمائی وہ "رب زدني علما" ہے اے میرے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما، معلم انسانیت ﷺ کی علم نوازی اور تعلیم سے آپ کے گہرے رشتہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن نے تعلیم کتاب وحکمت کو آپ کی بعثت کے اساسی مقاصد میں شمار کیا۔ ارشاد ربانی ہے:

"هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِيْ الْأُمِّيِّيْنَ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ" (الجمعة: ۲)

وہی خدا ہے جس نے امیوں میں انہیں میں سے ایک رسولؐ بھیجا جو انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ خود نبی کریمؐ نے بھی حسن اخلاق کی تکمیل اور تعلیم کو اپنی بعثت کے بنیادی مقاصد قرار دیا، ارشاد فرمایا: "انما بعثت معلما" (سنن ابن ماجہ: ۲۲۹)

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا اللہ نے مجھے معلم اور آسانی پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۴۷۸)

نیز آپؐ نے اپنے لئے "مدینۃ العلم" یعنی شہر علم کا لقب پسند فرمایا، چنانچہ فرمایا: "انا مدينة العلم وعلیّ بابها"

میں شہر علم ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں، شہر علم کا لقب اپنے لئے موزوں سمجھنے والے پیغمبر کی نگاہوں میں تعلیم کی کس قدر اہمیت ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے بقدر ضرورت دینی تعلیم کو ہر مسلمان مرد وعورت کیلئے ضروری قرار دیا، چنانچہ آپ کا ارشاد "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم" زبان زد خاص وعام ہے، آپ نے علم کو روشنی قرار دیا، آپ نے حصول علم کی راہ طے کرنے والے طالب علم کے بارے میں فرمایا کہ فرشتے اس کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں، خدا کی ساری مخلوق طالب علم کے لئے دعا کرتی ہے حتی کہ بلوں میں رہنے والے زہریلے جانور اور سمندر کی مچھلیاں تک اس کے لئے دعائیں کرتی ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ جو طالب علم حصول علم کے راستہ پر چلتا ہے وہ دراصل جنت کا راستہ طے کررہا ہے، آپؐ نے فرمایا کہ علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے زیادہ ہے، (مسند بزار) نیز آپ نے فرمایا کم علم اس کثیر عبادت سے بہتر ہے جو جہالت کے ساتھ ہو (طبرانی) آپ نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا اے ابوذرؓ صبح ہوتے ہی تم اللہ کی کتاب سے ایک آیت سیکھ لو، اس سے بہتر ہے کہ تم ایک ہزار رکعتیں ادا کرو (سنن ابن ماجہ) حدیث کی بیشتر کتابوں میں علم سے متعلق پورے باب ملتے ہیں، مثلاً بخاری شریف کو لیجئے جس میں وحی اور ایمان کے ابواب کے بعد علم کا باب شروع ہو جاتا ہے، جس میں حافظ ابن حجر کے قول کے مطابق ۸۶/مرفوع حدیثیں ہیں اور صحابہ وتابعین کی ۲۲/روایات ہیں، پیغمبر علم و اخلاق نے روز اول سے حصول علم پر زور دیا آپ نے علم کو مومن کا گمشدہ خزانہ قرار دیا، گمشدہ دولت وہ ہوتی ہے جسے پانے کے لئے آدمی ہر لمحہ بے قرار رہتا ہے اور اس کے لئے مستقل جدوجہد میں لگا رہتا ہے، کسی خاتون کا زیور کھو جائے تو دیکھئے وہ کس قدر بے چین ہو جاتی ہے، اور جب وہ مل جاتا ہے تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔ یہی حال ایک مسلمان کا ہونا چاہئے۔

تعلیم کی اہمیت کے پیش نظر مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کرنے والے صحابہ کرامؓ کیلئے آپ نے دار ارقم میں تعلیم کا انتظام فرمایا جو کوئی مسلمان ہوتا وہ چپکے سے دار ارقم پہنچ جاتا اور وہ حضورؐ سے اسلامی عقائد کی ضروری تعلیم لیتا، مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کے بعد ہجرت کرنے والے مہاجرین کے سینکڑوں مسائل حل کرنے کے بجائے آپ نے مرکز تعلیم مسجد نبوی کی تعمیر پر توجہ فرمائی اور مسجد سے لگ کر ایک چبوترہ بنایا گیا جس میں تعلیم کا بندوبست کیا گیا، پیغمبر علم واخلاق کی نگاہوں میں تعلیم کس قدر اہمیت رکھتی ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جنگ بدر میں قید کئے

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman
پی ڈی ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

یانی ـ ڈی ـ الف ـ @ محمد یوسف عثمان

گئے کفار کی رہائی کیلئے پہلا فدیہ یہ مقرر کیا گیا کہ لکھنا پڑھنا جاننے والے قیدی دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں، اگرچہ حقیقی علم وہ ہے جو بندے کو خدا کی معرفت عطا کرے لیکن آپؐ نے انسانیت کیلئے مفید ہر علم نافع کی حوصلہ افزائی فرمائی، آپؐ نے صحابہؓ کو سریانی اور عبریانی زبانیں سیکھنے کی تلقین فرمائی، زید بن ثابتؓ و دیگر صحابہ کرامؓ نے آپ کی ہدایت پر عبرانی زبان سیکھیں، آپؐ نے فن طب سے متعلق اہم خطوط وضع فرمائے۔ جنگی معاملات میں ماہرین کی رائے کو اہمیت دی، ایک مرتبہ آپؐ حضرات صحابہؓ کے پاس تشریف لائے، صحابہ دو حلقوں میں بٹے ہوئے تھے، ایک حلقہ ذکر میں مشغول تھا، دوسرا سیکھنے سکھانے میں مصروف تھا، آپ نے دیکھا تو فرمایا، دونوں بھلائی پر ہیں، پھر آپ تعلیم کے حلقہ میں بیٹھ گئے، آپ کی اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ عہد رسالت اور اس کے بعد زمانوں میں تعلیم کا سلسلہ آگے بڑھتا گیا، قرون اولیٰ میں علم کے ذرائع محدود تھے، زمانہ کی رفتار کے ساتھ ان میں ترقی ہوتی گئی، عباسی خلیفہ مامون رشید نے ۲۱۵ء میں بیت الحکمۃ قائم کیا جو گویا علمی انجمن تھی، اس میں ایک رسد خانہ اور پبلک لائبریری تھی، اس کام کے لئے مامون نے دو لاکھ درہم خرچ کئے، جو اِس زمانہ کے اعتبار سے سات ملین سے زیادہ ہوتے ہیں اور مترجمین کا ایک ایسا گروہ ملازم رکھا جو مختلف زبانوں اور علوم میں مہارت رکھتا تھا (تاریخ تمدن ۱۱/۱۴۷) اسی طرح مامون نے ابن طریق اور حجاج بن مطرح جیسے لوگوں کو جو مختلف زبانوں کے ماہر تھے، دوسرے ممالک اس لئے بھیجا کہ وہاں سے ہر فن کی علمی کتابیں مثلاً طب، فلسفہ، ریاضی کی تصانیف جو، عبرانی، یونانی زبانوں میں لکھی گئی تھیں، خرید کر بغداد روانہ کریں، ان لوگوں نے بہت قیمتی کتابیں خرید کر بغداد روانہ کیں، مؤرخین نے لکھا ہے کہ ان کتابوں کو سوانٹوں پر لادا گیا تھا (دائرۃ المعارف القرن العشرین)

یورپین مصنفین نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے، ڈاکٹر گستاو لیبون لکھتا ہے کہ جس زمانہ میں کتاب و لائبریری یورپ والوں کے لئے کوئی اہمیت نہ رکھتی تھی، اور تمام کلیساؤں میں راہبوں کے پاس سو سے زائد کتابیں نہ تھیں، اور وہ بھی مذہبی تھیں، اس وقت بھی اسلامی ممالک میں کافی سے زائد کتابیں اور لائبریریاں تھیں، خود بغداد کی لائبریری بیت الحکمہ میں چار ملین اور قاہرہ کی لائبریری میں ایک ملین اور طرابلس کی لائبریری میں تین ملین کتابیں تھیں، اور تنہا اسپین میں سالانہ ستر اسی ہزار کتابیں اکٹھا کی جاتی تھیں۔ (تاریخ اسلام و عرب ۳/۳۲۹)

پیغمبر علم و اخلاق کے تعلیمی انقلاب کا اثر تھا کہ دنیا سائنس ٹکنالوجی سے واقف ہوئی اور اہل یورپ نے اولین مسلم سائنس دانوں کی مبادیات پر سائنس وٹکنالوجی کی عمارت کھڑی کردی، اس وقت سارا عالم جس علمی انقلاب کی وجہ سے جگمگ جگمگ کر رہا ہے، وہ اسی الکتاب کی شان رکھنے والے پیغمبر کی دین ہے، اگر حرا سے علم کا یہ آفتاب طلوع نہ ہوتا تو آج دنیا سائنس وٹکنالوجی سے کوسوں دور ہوتی، نبی کے علمی انقلاب کا اثر تھا کہ مسلم اہل علم نے کتابوں کے انبار لگا دیئے۔ امام محمد کی تالیفات ایک ہزار کے قریب ہیں، ابن جریر کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں تین لاکھ اٹھاون ہزار اوراق لکھے، امام غزالی نے ۷۸ کتابیں لکھیں، جس میں صرف یاقوت التاویل چالیس جلدوں میں ہے، ابن جوزی کے آخری غسل کے واسطے پانی گرم کرنے کے لئے وہ برادہ کافی ہوگیا تھا جو صرف حدیث لکھتے ہوئے ان کے قلم بنانے میں جمع ہوگیا تھا، مشہور فلسفی اور طبیب ابن سینا کی تصانیف میں الحاصل والمحصول ۲/ جلدوں میں، الانصاف ۲۰/ جلدوں میں، الشفاء ۱۸/ جلدوں میں ہیں، لسان العرب ۱۰/ جلدوں میں ہے، نویں صدی کے مشہور محدث حافظ ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری ۱۴/ جلدوں میں، تہذیب التہذیب ۹/ جلدوں میں، الاصابہ ۵/ اور لسان المیز ان ۴/ جلدوں میں ہے۔

مگر افسوس جس پیغمبر علم و اخلاق اور معلم انسانیتؐ نے اپنی امت کو تعلیم و اخلاق کی بنیادوں پر کھڑا کیا تھا، آج وہ امت علم

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

سے اپنا رشتہ توڑتی جارہی ہے، جب تک مسلمان علم کی تلاش میں سرگرداں رہے، پوری دنیا میں سرفراز رہے، مسلمانوں نے مدتوں علم کی بستیاں بسائیں، اور مدتوں علم کی بستی کی حکومت ان کے ہاتھوں میں رہی، لیکن آج وہ دوسروں کی بسائی ہوئی بستیوں میں ان کے لب ولہجہ اوران کے افکارونظریات میں علم پڑھ رہے ہیں، آج پورے عالم میں مسلمان سب سے زیادہ پسماندہ قوم سمجھی جانے لگی ہے، اس وقت دنیا بھر میں ۷۰ رملین بچے بنیادی تعلیم سے محروم ہیں، تعلیم واخلاق ہماری زندگی کے بنیادی عناصر ہیں، مسلمانوں میں تعلیم کا شعور پیدا کرنا اورعصری تعلیم کے اثرات بد سے ان کی حفاظت کرنا وقت کا تقاضا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے روشن ماضی سے عبرت حاصل کریں، وہ ہمارے ہی آباء تھے جنہوں نے سائنسی علوم کی بنیاد ڈالی، جابر بن حیان نے کیمسٹری کے علم کی ابتدا کی، اورآٹھ صدیوں تک اس کی کتابیں دنیا کی ہرزبان میں پڑھائی جاتی رہیں، اس نے دھاتوں کے اجزائے ترکیبی بیان کئے، ابوعثمان جاحظ نے کتاب الحیوان لکھ کر بیالوجی کے مضمون کا آغاز کیا، موسیٰ خوارزمی نے ریاضی میں صفر کا آغاز کیا اور ایک سے نوتک ہندسوں کو علیحدہ ترتیب دیا، ابن فرناس ستاروں کی گردش کا ماہر تھا جس نے سب سے پہلے گھڑیال اور ROCHCRYSTAL ایجاد کئے، طب میں اسحاق بن حنین، الجبرا میں الماھاتی، فلکیات میں سنائی، جغرافیہ میں الھمدانی کو فراموش نہیں کیا جاسکتا، المجوسی نے شریانوں کا علم دریافت کیا اور پہلی دفعہ دندان کا علم دنیا تک پہنچایا، ابوالقاسم زہراوی نے سرجری کا آغاز کیا اوراس کے آلات بنائے، ابن الھیثم نے بصارت کے عمل کیمرہ اورکشش ثقل پر بحث کی جسے بعد میں نیوٹن کے کھاتہ میں ڈال دیا گیا، الغرض ہمارے آبا کے کارناموں کی طویل فہرست ہے، ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی عظمت رفتہ کو بحال کرنا ہے، تبھی ہم معلم انسانیت کے حقیقی امتی کہلائیں گے۔

صفحہ[33]کا بقیہ

جل جلالہ تک رسائی ممکن ہی نہیں، یہ بات بہت سے کفار سے سننے کوملتی ہے کہ وہ اللہ رب العالمین کی الوہیت اورربوبیت کے قائل ہیں اس کے وجوداس کی صفات وغیرہ کا اعتراف کرتے ہیں مگر محمد رسول اللہ (ﷺ) کی رسالت ان کے حلق سے نہیں اترتی اس طرح ان کا اعتراف لائق اعتبارنہیں، مشرکین مکہ کے احوال قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں کہ وہ اللہ کے خالق ومالک اور رازق وغیرہ ہونے کا اعتراف کرتے تھے مگر محمد رسول اللہ (ﷺ) کی رسالت کے منکر ہوئے جس کی وجہ سے رب ذو الجلال نے ان کی پکڑفرمائی، اور ان کے اعتراف الوہیت و ربوبیت خداوندی کا کوئی اعتبار نہ ہوا۔ (دیکھئے آیات: سورہ العنکبوت:۶۳، سورہ لقمان:۲۶، سورہ الزمر:۳۸)

سورہ انفال میں ارشادفرمایا: **یاأیھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تولوا عنہ وانتم تسمعون.** (۲۰) اے وہ لوگوجوایمان لے آئے ہواللہ کی اطاعت کرواوراس کے رسول کی اوران سے منہ نہ موڑو جب کہ تم سن رہے ہو۔

سورہ حشرآیت نمبر(۷) میں ارشادعالی ہے: **وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا** ۔جوحکم تم کورسول دیں اس کوقبول کرلواورجس چیز سے تم کوروکیں اس سے رک جاؤ

یہ آیات اوران کے علاوہ بہت سی آیات واضح ترین دلیل ہیں کہ لا الہ الا اللہ پرایمان کے ساتھ محمد رسول اللہ (ﷺ) پر ایمان اورحضرت محمد (ﷺ) کی اطاعت واتباع اور تابعداری ایمان کا ایسا لازمی جز ہے جس کے بغیر ایمان کی تکمیل نہیں اور محمد علیہ الصلاۃ والسلام کو نبی ورسول ماننا اوران کی اتباع کرنا یہی ایمان واسلام ہے، چنانچہ کلمہ طیبہ کے پہلے جز کو ماننا اوردوسرے کو نہ ماننا یہ سراسر کفر ہے ایمان نہیں۔

اس موضوع کی مزید تفصیلات آئندہ قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔ واللہ ولی التوفیق.... (جاری)

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

خبروں کی دنیا

News World

محمد ادریس ولی اللہی

پھلتمیں سہ ماہی دعوتی تربیتی کیمپ کا آغاز

جامعہ امام ولی اللہ اسلامیہ میں طلباء کی انجمن بزم ولی اللہی کا افتتاحی اجلاس ۱۵؍جولائی کو دن میں منعقد ہوا، اپنے صدارتی خطاب میں مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب نے فرمایا کہ ہر وہ طالب علم بزم ولی اللہی کا رکن ہے جس نے جامعہ میں داخلہ لیا ہے، یہ بزم آپ کی انتظامیہ کی جانب سے نظام تعلیم کا ایک حصہ ہے جس سے آپ سبھی طلبا جامعہ کا خاص تعلق اور رشتہ ہونا چاہئے، بزم کے تعلق سے آپ اپنے اندر شوق پیدا کریں، ہمیں اللہ کا شکر بھی ادا کرتے رہنا چاہئے کہ اس نے ایسے ادارہ میں تعلیم سے وابستہ کیا ہے، جس کی پہچان دعوت ہے اور آج دعوت ہی تمام مسائل کا حل ہے، مہتمم جامعہ مولانا محمد طاہر ندوی نے طلبہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا بزم ولی اللہی آپ کی تعلیم کا ایک حصہ ہے جس طرح تفسیر حدیث اردو انگلش کا آپ کا پیریڈ ہے اسی طرح یہ بزم بھی آپ کی تعلیم کا حصہ ہے، جس طرح آپ کو اپنے نظام الاوقات میں پیریڈ کی پابندی کرنی ہے اسی طرح بزم اور النادی کے پروگراموں میں بھی شرکت کرنی ہے، صدر بزم مولانا وصی سلیمان ندوی نے تمام نومنتخب شدہ اراکین کو مبارکباد پیش کی اور کہا کہ آپ بزم کے پروگراموں کو گذشتہ سالوں کے مقابلہ میں مفید و مؤثر بنانے کی کوشش کریں، نومنتخب ناظم بزم محمد بابر نے باضابطہ اراکین کا اعلان کیا امسال بزم کے عہدہ داران کی ترتیب کچھ اس طرح ہے: طلحہ قریشی: نائب صدر۔ محمد احتشام منصور پوری: نائب ناظم۔ اویس خان: محتسب۔ شاہنواز پھلتی: معتمد بزم خطابت اردو۔ سعد خان: نائب معتمد اردو۔ احمد سردھنہ: الأمین العام۔ سہیل منصور پوری: نائب الأمین العام۔ عثمان (عباسی): معتمد بزم صحافت۔ محمد ماجد: نائب صحافت۔ مرسلین کھیڑی: معتمد بزم خطابت ہندی۔ محمد تعظیم سیفی: نائب ہندی۔ محمد تنظیم سہارنپوری: معتمد بزم خطابت انگریزی۔ محمد ریاض میواتی: نائب انگریزی۔ فوزان الحق: امیر جماعت۔ اریب حبیب: نائب امیر۔ عبدالسمیع: معتمد لائبریری۔ محمد علی: نائب۔ تمام اساتذہ جامعہ اور طلباء نے اس پروگرام میں شرکت کی، حضرت داعی اسلام کی دعاء پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

کھتولی میں شریعت بیداری مہم کا بیسواں اجلاس

اصلاح معاشرہ وشریعت بیداری مہم کے تحت جاری سلسلہ محاضرات کا بیسواں اجلاس بعنوان "تعلیم ہر بچہ کا بنیادی حق" مدرسہ خدیجۃ الکبری محلہ صرافان کھتولی میں زیر صدارت مولانا وصی سلیمان ندوی منعقد ہوا جس میں پروگرام کے محاضر مولانا محمد عمر ناصحی نے اولاد کے حقوق پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ لڑکے اور لڑکی کے بنیادی حقوق میں سے یہ ہے کہ انہیں تعلیم سے آراستہ کیا جائے اچھا نام، تعلیم، ادب، تہذیب، غذا، لباس، عقیقہ، ختنہ، ہر بچہ کا بنیادی حق ہے، خصوصی خطاب میں مولانا محمد اعظم ندوی نے سلسلہ وار خطابات کے پروگرام کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالی، پروگرام کا انتظام مفتی مجیب الرحمن ندوی اور سید محمود الحسن نے سنبھالا اور اپنی کوششوں سے پروگرام کو کامیاب بنایا، قاری عبداللہ کی تلاوت اور مولانا محمد عاطف ندوی کی نعت پاک سے پروگرام کا آغاز ہوا، پروگرام میں خصوصی شرکت کرنے والوں میں، عثمان انجینئر، ایڈوکیٹ شاہین اقبال، مولانا آصف ضمیر ندوی، مولانا محمد ثاقب، مفتی اسامہ ادریس، بھائی کفیل احمد، قاری محمد اعظم، محمود الحسن بھائی وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں، نظامت کے فرائض مولانا محمد اعظم ندوی نے انجام دیئے، مولانا محمد علی جوہر قاسمی کی دعا پر پروگرام اختتام کو پہنچا۔

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

فقہی مسائل

مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی

س: ایک تھن سے دودھ دینے والے جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

ج: اگر بھیڑ بکری دنبہ وغیرہ کے ایک تھن سے دودھ نہ اترتا ہوتو اس کی قربانی درست نہیں ہے، کیونکہ مذکورہ جانوروں میں یہ عیب شمار ہوتا ہے اور عیب دار جانور کی قربانی درست نہیں ہوتی۔

س: آج کل اخبارات وغیرہ میں مہنگا قربانی کا جانور خریدنے کے اشتہارات آرہے ہین یہ عمل کیسا ہے؟

ج: قربانی اللہ کی رضا حاصل کرنے والا عمل ہے ریا کاری اور دکھاوا سے عمل ضائع ہوجاتا ہے، اس لئے ہر صاحب نصاب کو اپنی حیثیت کے مطابق قربانی کا جانور خریدنا چاہئے۔

س: استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والے کے لئے حدیث میں کیا وعید آئی ہے؟

ج: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **من وجد سعة ولم یضح فلا یقربن مصلانا** (جس کے پاس گنجائش ہو اور قربانی نہ کرے، تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔)

س: جس طرح زکوۃ فرض ہونے کے لئے مال پر سال گزرنا ضروری ہے کیا اسی طرح قربانی بھی اسی پر ہوگی جس کے مال پر سال گزر گیا ہو؟

ج: جی نہیں، یہ واضح رہے کہ نصاب قربانی کے لئے ضروری نہیں کہ اس پر سال گزر جائے، بلکہ ایام قربانی میں بھی اگر کوئی شخص صاحب نصاب ہوجائے تو قربانی واجب ہوجائے گی۔

س: کیا صاحب نصاب ہونے کے لئے مال تجارت ضروری ہے یا کوئی بھی ضرورت سے زائد مال ہو اسی کا اعتبار ہوگا؟

ج: یہ ضروری نہیں کہ مال تجارت ہو بلکہ انسان کی حوائج ضروریہ سے زائد جو بھی مال ہوگا اس کا اعتبار ہوگا، مثلا جس کے پاس رہائش کے مکان کے علاوہ زائد مکان موجود ہے، خواہ تجارت کیلئے ہو یا نہ ہو، ضروری مکان کے لئے پلاٹ کے علاوہ پلاٹ ہیں، ضروری سواری کے علاوہ دوسری گاڑیاں ہیں تو یہ شخص قربانی کے حق میں صاحب نصاب ہے اس پر قربانی واجب ہے۔

س: کتنی رقم کے مال تجارت پر قربانی واجب ہوجائے گی؟

ج: تجارتی سامان خواہ کوئی بھی چیز ہو، اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے، تو اس کے مالک پر قربانی واجب ہوگی۔

س: باؤلے جانور کی قربانی جو کسی پر بھی حملہ کردیتا ہے، ایسے جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

ج: باؤلے جانور کی قربانی جائز ہے، بشرطیکہ وہ چارہ وغیرہ چرلیتا ہو، لیکن اگر وہ اس حد تک باؤلا ہو کہ چر بھی نہ سکتا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔

س: خصی بکرے کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

ج: خصی کرنا شرعاً عیب نہیں ہے، اس لئے ایسے جانور کی قربانی بلا کراہت جائز اور درست بلکہ افضل ہے۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود خصی جانور کی قربانی فرمائی ہے۔

س: قربانی کا جانور قربانی کے لئے گراتے وقت ٹانگ ٹوٹ کر عیب دار ہوگیا تو اس جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

ج: قربانی کے لئے گراتے وقت اگر جانور میں کوئی عیب پیدا ہوا ہو تو یہ عیب صحت قربانی کے لئے مانع نہیں ہے، لہٰذا جس جانور کی ٹانگ گراتے وقت ٹوٹی ہے اس کی قربانی جائز ہے۔

پی۔ڈی۔ایف۔ @ محمد یوسف عثمان

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman

آخری صفحہ

کسی خبر کو آگے بڑھانے سے پہلے تحقیق کریں

حج کے تمام ارکان سے فارغ ہو کر ہم لوگ خوشی اور اطمینان کے ماحول میں حرم شریف میں بیٹھے تھے، حافظ عبدالوہاب صاحب مرحوم اس حقیر سے فرمانے لگے کہ آپ یہاں پر اپنے اثر ورسوخ کا استعمال کر کے کسی طرح ایسا نظم کروادیں کہ عورتوں، مردوں کے طواف کرنے کا نظم الگ الگ ہوجائے، ایک ساتھ بھیڑ میں دھکا مکی ہوتی ہے، اس حقیر نے عرض کیا حج ولایت کا مختصرترین راستہ ہے، اور کسی کو اپنا دوست اور ولی بنانے سے پہلے اس کو پرکھ کر دیکھا جاتا ہے، بادشاہ کسی کو مالیات کا ناظم بنانے سے پہلے مال پر آزادی دے کر امانت کو پرکھ کر معتمد مال بناتا ہے، شکاری کتے کو اس کے سامنے گوشت رکھ کر پرکھا جاتا ہے، یہاں پر اکثر لوگ مہینوں اپنی بیویوں سے بچھڑے ہوئے ہوتے ہیں، اور عورتوں کا احرام یہ رکھا کہ وہ اپنا چہرہ کھول لیں، ساری دنیا کی ایک سے ایک حسینائیں، اور ان کا حسن وجمال گویا پھیلا دیا جاتا ہے، ایسے میں اگر حاجی اپنے کو ثابت قدم رکھ لے تو اس کو ولایت کے منصب سے نواز دیا جاتا ہے، کسی اللہ والے کو طواف کرتے ہوئے ایک حاجی نے ذرا کرخت لہجے میں یہ کہا کہ بڑے میاں دیکھتے نہیں میری بیوی ساتھ میں ہے مرد ہو کر ملے چلے جارہے ہو، اس نے بڑی معصومیت سے جواب دیا میرے پیارے، کیا رب کائنات کے حسن وجمال کے اس مرکز میں بھی مجھے اتنا ہوش ہے کہ طواف کرنے والے مرد ہیں یا عورتیں؟ اس حقیر نے کہا ساری دنیا کی حسینائیں یہاں جمع ہیں اور اکثر مرد کب سے اپنی بیویوں سے الگ ہیں، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اتنے پروپیگنڈہ کے دور میں آج تک کسی اخبار میں الحمدللہ جھوٹی خبر بھی نہ سنی، نہ پڑھی کہ حرمین میں کسی مرد یا عورت نے ایسا کوئی جرم کیا، عشا کے بعد مجھے ایک عزیز حاجی کی خیر خبر لینے عزیزیہ جانا تھا، ٹیکسی سے ان کی بلڈنگ پر پہنچے، تو لابی میں کچھ معمر حاجی آپس میں بڑے غم کے ساتھ ایک حادثہ کا تذکرہ کررہے تھے، واقعہ ایک ماں بیٹی کا تھا، جو حرم سے ایک ٹیکسی میں سوار ہوئیں، وہ اپنے ہوٹل پہنچیں تو ٹیکسی والے نے ماں کو اتارا اور بیٹی کو لے کر فرار ہوگیا، اس حقیر کو لگا کہ یہ بے تحقیق بات ہے، اس خیال سے بھی کہ اگر واقعہ سچا ہے تو کچھ مدد کرنا چاہئے، میں نے پوچھا یہ بات کہاں کی ہے؟ میرے ساتھ چلیں بے چاری ماں کی مدد کرتے ہیں، وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، ایک صاحب بولے اوپر ٦٠١ نمبر کمرہ کے ایک حاجی صاحب نے بتایا تھا، ان کو لے کر یہ حقیر ٦٠١ روم پر پہنچا، تو حاجی صاحب نے بتایا کہ ٤٥٨ نمبر بلڈنگ میں ہمارے ایک جاننے والے بتارہے تھے، حاجی صاحب کی خوشامد کرکے ہم چار لوگ ٤٥٨ نمبر بلڈنگ پہنچے، ان سے بھی تحقیق کی کہ اس بہن کا پتہ بتادیں، وہ بولے کہ ٤٠٧ نمبر بلڈنگ میں ایک حاجی صاحب بتارہے تھے، ان کی بھی بہت خوشامد کرکے ٤٠٧ بلڈنگ کے کمرہ نمبر ٣٢٦ میں پہنچے، انہوں نے ایک اور بلڈنگ کے حاجی صاحب کا نام بتایا کہ وہ ذکر کررہے تھے، ہم لوگ ان کے پاس پہنچے، تو انہوں نے بتایا کہ میں کئی سال پرانی بات سنارہا تھا، دہلی میں کوئی صاحب کہہ رہے تھے کہ وہاں پر ایسا ہوتا ہے، اس لئے ہوشیار رہنا۔

کیسے پیارے اور رحمت بھرے دین کے ماننے والے ہم مسلمان جن کو ان کے نبی رحمت ﷺ نے خبردار کیا ہے ”آدمی کے جھوٹ کے لئے یہی بات کافی ہے کہ جو سنے اسے نقل کردے“ لاکھوں لاکھ روپئے خرچ کرکے، گھربار چھوڑ کر صرف اپنے اللہ سے ولایت کا رشتہ جوڑنے اور اپنی زندگی بھر کی خطاؤں کی معافی کے لالچ میں جانے والے کچھ حاجی ایسی بے سند باتوں اور خبروں کو پھیلانے میں اپنا قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں جس سے نیکی برباد گناہ لازم کے علاوہ کچھ ملنے والا نہیں، اسلام کے اس اصول کو نظر انداز کرکے کہ آدمی کے جھوٹ کے لئے یہی کافی ہے کہ جو سنے اسے نقل کردے، آج خود ہم اپنے ملک میں نفرت، تعصب اور ظلم کا علاج کرنے کے بجائے ان بیماریوں کو پھیلانے والے بن جاتے ہیں، ماب لنچنگ اور انسانیت دشمنوں کی ظالمانہ اور احمقانہ حرکتوں کی فلمیں اور ویڈیوز بغیر تحقیق کے لاتعداد لوگوں تک پوسٹ کرتے ہیں، ان میں اکثر نہ جانے کتنے پرانے ویڈیوز ہوتے ہیں اور کچھ ایک نشانہ کے تحت دہشت پھیلانے کے لئے فرضی بنائی گئی ویڈیوز ہوتی ہیں، جو خود جھوٹی ہیں، اگر وہ حقیقت میں سچی بھی ہوں تو بھی ان کا پھیلانا اور شیئر کرنا آخری درجہ کی نادانی ہے، اس لئے بھی کہ وہ لوگ جن کی فطرت میں شر اور ظلم ہوتا ہے گرچہ وہ تعداد میں کم ہوتے ہیں مگر ایک طرح کی حرکتوں سے جی بھر جانے کے بعد کسی نئے طریقہ ستم کو تلاش کرتے ہیں، اور ایسا واقعہ اگر کسی جگہ ہوجاتا ہے تو ان کو اس کا سرا ہاتھ لگ جاتا ہے، بڑی تعداد میں ”جے شری رام اور گائے ہماری ماتا ہے، کا نعرہ لگوانے کی ویڈیوز کی اشاعت کے بعد دیہاتوں میں شرابی اور جواری لڑکے اس کو جشن سمجھ کر مذاق مذاق میں یہ نعرے لگوانے لگے ہیں، دوسرے اس طرح کی ویڈیوز شیئر کرنے سے ملت میں خوف وہراس، مایوسی اور اس کے نتیجہ میں غصہ اور انفعال کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، جو کسی داعی قوم کے ہرگز شایان شان نہیں۔ کاش ہم کسی بھی خبر، واقعہ اور حادثہ کو آگے پہنچانے سے پہلے اس سلسلہ میں دین رحمت کی رہنمائی کا خیال کرتے !!!

●●●●

مولانا محمّد کلیم صدیقی

پی ڈی ایف - @ محمد یوسف عثمان

PDF created by @Mohammad Yousuf Usman